فون نمبر ۹۰م
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ۔ عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا
رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴
خاص نمبر ۲۷
روزنامہ
الفضل ربوہ
ایڈیٹر
روشن دین تنویر
یوم بدھ
The Daily ALFAZL RABWAH
قیمت فی پرچہ ۱۵ پیسے
جلد ۵۷/۲۲ | ۱۹ جمادی الاول ۱۳۸۸ھ ۱۴ ظہور ۱۳۴۷ ہش ۱۴ اگست ۱۹۶۸ء | نمبر ۱۸۳

پاکستان کے تمام باشندے بلا امتیاز اس مملکت کے مساوی شہری ہیں

ہمیں ملک کے عوام اور بالخصوص غرباء کی بہبودی کے لئے اپنی تمام کوششوں کو وقف کر دینا چاہیئے

قیام پاکستان کے موقعہ پر قائد اعظم محمد علی جناح کی یادگار تقریر

آج سے ۲۱ برس قبل اگست ۱۹۴۷ء میں قائد اعظم محمد علی جناح نے پاکستان کی دستور ساز اسمبلی میں ایک یادگار تقریر ارشاد فرمائی تھی جس میں آپ نے مملکت خداداد پاکستان کی آئیڈیالوجی کی تصریح فرمائی تھی۔ اس تقریر کے چند اقتباس درج ذیل کئے جاتے ہیں:-

"اگر ہم پاکستان کی اس عظیم مملکت کو خرم و خوش حال بنانا چاہتے ہیں تو ہمیں چاہیئے کہ ہم باشندوں کی خصوصاً عوام اور غرباء کی فلاح و بہبود پر اپنی تمام کوششیں مرتکز کر دیں۔ اگر تم باہم تعاون سے کام کرو گے۔ ماضی کو بھول جاؤ گے اور مخالفتوں کو ترک کر دو گے تو تم لازماً کامیاب ہو جاؤ گے۔ اگر تم اپنے ماضی کو بدل دو گے اور اس سپرٹ میں متحد ہو کر کام کرو گے کہ تم میں سے ہر ایک خواہ وہ کسی قوم سے تعلق رکھتا ہو خواہ ماضی میں اس کے تعلقات تمہارے ساتھ کیسے ہی رہے ہیں۔ خواہ اس کا رنگ اس کی ذات اور اس کا عقیدہ کچھ بھی ہو اوّل دوم اور آخر اس مملکت کا شہری ہے۔ جس کے حقوق و فرائض بالکل مساوی ہیں تو تمہارے عروج و ارتقا کی کوئی انتہا نہ ہوگی۔ ... میں اس معاملے پر انتہائی زور دینا چاہتا ہوں کہ تم آزاد ہو اس مملکت پاکستان میں تم اپنے مندروں میں آزادانہ جا سکتے ہو اور مساجد اور دوسری عبادت گاہوں میں بھی جانے میں تم آزاد ہو۔ تمہارا مذہب، تمہاری ذات، تمہارا عقیدہ کچھ بھی ہو کاروبار مملکت کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہمارا آغاز ایسے ایام میں ہو رہا ہے جب ایک قوم اور دوسری قوم ایک ذات اور ملک اور دوسری ذات اور ملک کے درمیان کوئی فرق و امتیاز نہیں رہا۔ ہم اس بنیادی اصول کی بناء پر آغاز کار کر رہے ہیں کہ ہم تمام شہری ہیں اور مملکت کے مساوی شہری ہیں۔" (تحقیقاتی عدالت ص ۲۱۲)

۱۶۱

اخبار احمدیہ

— ربوہ ۱۳ ظہور کراچی سے آج بھی سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق کوئی اطلاع موصول نہیں ہوئی۔ آخری اطلاع ۱۰ ظہور کی رات کو یہ موصول ہوئی تھی کہ حضور کی طبیعت اللہ تعالےٰ کے فضل سے اچھی ہے الحمدللہ

احباب حضور کی صحت و سلامتی کے لئے التزام کے ساتھ دعائیں جاری رکھیں۔

— میرے والد حضرت شیخ فضل احمد صاحب بٹالوی جو کہ صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں سے ہیں کا پراسٹیٹ کا اپریشن ایک دو دن میں میو ہسپتال میں ہونے والا ہے۔ احباب کرام سے اپریشن کی کامیابی اور صحت کاملہ کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

(محمد احمد وکالت تبشیر ربوہ)

— مکرم مولوی محمد سعید صاحب انصاری مبلغ ملیشیا کی اہلیہ محترمہ کئی ماہ سے بیمار چلی آرہی ہیں۔ آج کل طبیعت زیادہ ناساز ہے۔ احباب صحت کاملہ کے لئے دعا فرمائیں۔ (وکالت تبشیر)

— مورخہ ۲ اگست ۱۹۶۸ء بروز جمعہ محترم قاضی محمد نذیر صاحب فاضل امیر مقامی نے برادرم چوہدری عبد السمیع صاحب ابن چوہدری عبد الحمید صاحب درویش کا نکاح دو ہزار روپے مہر پر محترمہ سلمیٰ بیگم صاحبہ بنت چوہدری محمد علی صاحب چک ۳۳ دھاروالی (شیخوپورہ) کے ساتھ پڑھا۔ احباب دعا فرمائیں کہ یہ رشتہ دونوں خاندانوں کے لئے خیر و برکت کا موجب ہو۔

(سید عبد الحی نظارت اصلاح و ارشاد)

اعلانِ تعطیل

مورخہ ۱۴ ظہور کو یوم آزادی کی وجہ سے دفتر الفضل میں تعطیل ہوگی۔ لہٰذا ۱۵ ماہ ظہور کو پرچہ شائع نہیں ہوگا۔ قارئین و ایجنٹ صاحبان مطلع رہیں۔

(مینیجر الفضل ربوہ)

برائے توجہ مربیان و معلمین سلسلہ احمدیہ

تمام مربیان اور معلمین مطلع فرمائیں کہ ان کی تحریک پر کس قدر میٹرک۔ ایف اے بی اے اور ایم اے پاس احمدی نوجوانوں نے اپنی زندگیاں خدمت دین کے لئے وقف کی ہیں۔ ان کے نام ولدیت اور پتہ سے جلد از جلد نظارت اصلاح و ارشاد کو مطلع کریں۔

(ناظر اصلاح و ارشاد ربوہ)

مسعود احمد پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دارالرحمت غربی ربوہ سے شائع کیا

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۱۴؍ظہور ۱۳۴۷ہش

پاکستان کی مختصر کہانی

آج سے اکیس سال پہلے ۱۴؍اگست ۱۹۴۷ء کو پاکستان معرضِ وجود میں آیا تھا۔ برِعظیم ہند میں اکثریت ایک ایسی قوم تھی جو صدیوں سے غلامی میں رہتی چلی آتی تھی۔ مسلمانوں کے عہد میں چونکہ باہر سے آنے والے مسلمان اس ملک کو ہی اپنا وطن سمجھتے تھے اور یہیں کے ہو کر رہ گئے تھے۔ اس لئے عوام مسلمانوں کے ہندوؤں سے تعلقات ایک خاص ٹھہراؤ کی نوعیت اختیار کر چکے تھے۔ مگر برہمنی مت میں ذات پات کا امتیاز مذہبی رنگ رکھتا تھا۔ اس لئے گو ہندوؤں اور مسلمانوں میں زیادہ باہمی مخالفت نہیں تھی۔ مسلمانوں نے ہندوؤں کے مذہبی جذبات کو اکثر ٹھیس پہنچانے سے احتراز کیا اور ہندو اپنے امتیازی مذہبی معاشرہ کو قائم رکھے رہے۔ اگرچہ کئی جہت سے اسلامی تہذیب ان پر اثر انداز ہوتی رہی۔ مسلمانوں نے تمام اقوام کو کامل مذہبی آزادی دیئے رکھی۔ تاہم چونکہ مسلمان حکمران اس ملک کو "اپنا" وطن سمجھتے رہے۔ ان کے خلاف بعض ہندوؤں کی سازشیں کوئی خاص نتیجہ نہ پیدا کر سکیں۔ شیواجی جیسے متعصب ہندو کی فوج میں بھی مسلمان سپاہی موجود تھے۔

انگریزوں نے جب اس ملک میں اپنا تسلط جما لیا تو انہوں نے ہندوؤں کو مسلمانوں کے مقابلہ میں خاص طور پر ابھارنے کی کوشش کی۔ اس کی وجوہات میں جانا اس وقت ہمارے پیشِ نظر نہیں ہے۔ تاہم اتنا کہنا ضروری ہے کہ انگریزی عہد میں انہوں نے خوب پر پرزے نکالے۔ اور ان میں ایسی تحریکیں چلیں جو برہمنی حکومت قائم کرنے کے خواب دیکھنے لگیں۔ کانگرس اگرچہ بظاہر فرقہ داری سے منکر رہی ہے لیکن چونکہ اس میں اکثریت ہندوؤں کی تھی مسلمانوں سے انصاف کرنے سے عاری تھی۔ وہ بے شک ایک حد تک مسلمانوں کو بھی اپنے ساتھ ملائے رکھنے میں کامیاب ہوئی اور بعض مسلمان سربرآوردہ مسلمان سچے دل سے اس کے ساتھ شامل رہے۔ مگر آہستہ آہستہ کانگرس نے بعض مسلمان لیڈروں کو بددل کر دیا۔ مگر بعض آخر تک اور آج تک اس کے ساتھ چمٹے چلے آتے ہیں۔

۱۹۴۰ء میں پاکستان کا مطالبہ کیا گیا۔ لازماً انگریز اور ہندو اور بعض دیگر غیر مسلم گروہوں نے اس کی سخت مخالفت کی۔ تاہم چونکہ پاکستان کی تحریک کے پیچھے نہایت صحیح اور مخلصانہ جذبہ کام کر رہا تھا۔ اور اگرچہ بعض مسلمانوں نے بھی ظاہر میں اور بعض نے پردے میں رہ کر پاکستان کی مخالفت کی خاص کر ان لیڈروں نے جو مذہب کی بنا پر مسلمان عوام کو بھڑکانے میں طاق تھے مخالفت میں حد کر دی۔ پھر بھی پاکستان معرضِ وجود میں آ کر رہا۔ اور مسلمانوں کا جذبۂ آزادی غالب آیا۔ اور تمام مخالف عناصر کو سخت ہزیمت ہوئی مگر مخالف پاکستان کو بظاہر کمزور رکھنے میں کامیاب ہو گئے۔ انگریز ہندوؤں کے ساتھ وفاداری میں آخر تک ڈٹا رہا۔ اور پاکستان بہت سے حقوق سے اور بہت سے علاقہ سے محروم ہو گیا۔

قائد اعظم اس سے اچھی طرح واقف تھے مگر جب خود مسلمانوں کی ایک تعداد کانگرس کے چکر میں آئی ہوئی تھی تو انہوں نے "لولا لنگڑا" پاکستان لینا ہی قبول کر لیا۔ جیسا کہ پنجابی میں کہتے ہیں جاتے چور کی لنگوٹی ہی سہی۔

افسوس ہے کہ قائد اعظم جنہوں نے اتنی دلیری سے مخالفت کے اتنے بڑے طوفان سے مقابلہ کر کے مسلمانوں کے لئے پاک زمین حاصل کی تھی زیادہ دیر تک زندہ نہ رہ سکے۔ اور ملک کو خام کار لیڈرشپ کے رحم پر چھوڑ کر داعیٔ اجل کو لبیک کہہ کر رخصت ہو گئے۔ اس دور میں وہ عناصر جنہوں نے پاکستان کی بھرپور مخالفت کی تھی خوب ابھرے۔ یہاں تک کہ ایک لیڈر نے تو امریکہ کو یہاں تک تنبیہ کر ڈالی کہ وہ پاکستان کی حکومت کا نہیں بلکہ عوام کا تعاون حاصل کرے اور اس دور میں مخالف عناصر کی دھاندلی کا یہ ایک ادنیٰ نمونہ ہے۔

ملک کا دستور تو واقعی جمہوری تھا۔ مگر یہ جمہوریت ایسی تھی جس میں فتنہ و فساد کے عناصر زیادہ سے زیادہ پرورش پا گئے۔ یہ حالات ۱۹۵۸ء تک چلے گئے۔ آخر صدر ایوب کی قیادت میں ایک بے ضرر انقلاب رونما ہوا۔ اور آج

ہم دیکھ رہے ہیں کہ نام نہاد جمہوری زمانہ میں جو نقصانات ہوتے تھے وہ بھی پورے کر کے ملک فی الواقعہ کئی جہت سے شاہراہ ترقی پر گامزن ہے۔ "میں نہ مانوں" کی رٹ لگانے والوں کو چھوڑ دیجئے۔ اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ صدر ایوب کی قیادت پاکستان کو کسی طرح مہنگی نہیں پڑی پہلے سے پاکستان کا وقار عالمی برادری میں کئی گنا بڑھ گیا ہے اور اندرونی حالات بھی روبہ ترقی ہیں فتنہ و فساد کے آثار مٹتے جا رہے ہیں۔ حکمرانوں میں رقابت کی بجائے یگانگت ہے۔ جیسا کہ کسی ملک کی بہبود کے لئے مرکز بڑی حد تک مضبوط ہے منصوبہ بندی کی سکیمیں بغیر خلل انداز کے حسب معمول رفتار سے چل رہی ہیں۔ خوراک کا مسئلہ نہایت دلیری سے حل کر لیا گیا ہے۔ ہم اسکو کسی انسان کا کمال نہیں سمجھتے بلکہ اللہ تعالےٰ کا پاکستان پر فضل سمجھتے ہیں اگرچہ ان لوگوں کی تعریف نہ کرنا جن کو اللہ تعالےٰ نے وسیلہ بنایا ناشکرگزاری تصور کیا جا سکتا ہے۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ ہر پاکستانی کو توفیق عطا کرے کہ وہ اللہ تعالےٰ کے احکام کی پابندی کرنے والے ہوں اور سچے مسلمان بن جائیں اور سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اور آپ کے خلفائے راشدین نے جو نمونے ہمارے سامنے اقتدار کو استعمال کرنے کے پیش کئے ہیں۔ ہمارے موجودہ اور آئندہ کے صاحبان اقتدار ان نمونہ کو اپنی مشعلِ راہ بنائیں اور پاکستان کو اسلام کا ایک مثالی فلاحی ملک بنا دیں آمین۔

آخر میں ہماری دعا ہے کہ جن لوگوں کو اختلافات ہیں ہم ان کے اختلافات کو بھی قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ بشرطیکہ کی تنقید تعمیری ہو اور انتقامی نہ ہو۔ دعا ہے کہ ایسا ہی ہو۔ ثم آمین۔

محبت اور رواداری ہمارا جزوِ ایمان ہے

"ہمارے اوپر قرآن پاک کی پیروی کے ضمن میں ایک فرض عائد ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ ہم دوسروں کے ساتھ وہ سلوک کریں جو اللہ تعالےٰ نے نوعِ انسان کے ساتھ کیا ہے۔ وسیع ترین مفہوم کے لحاظ سے یہ فرض بنی نوعِ انسان کے ساتھ محبت اور رواداری کا فرض ہے اور یقین فرمائیے کہ یہ کوئی منفی فرض نہیں ہے بلکہ اثباتی فرض ہے۔ اگر اللہ کی مخلوق کے ساتھ وہ چاہے جس ملت سے تعلق رکھتے ہوں۔ محبت اور رواداری ہمارا جزوِ ایمان ہے۔ تو ہمیں اپنے روزمرہ کے سیدھے سادے فرائض کی بجا آوری اور تقوےٰ شعاری کے سلسلہ میں اس عقیدے پر کاربند ہونا چاہیئے۔"

(رئیس احمد جعفری ص۱۳۳)

ہر صاحبِ استطاعت احمدی کا فرض ہے کہ
اخبار الفضل
خود خرید کر پڑھے

پاکستان ایک اینٹ ہے اُس اسلامی عمارت کی جسے ہم نے دُنیا میں قائم کرنا ہے

مُسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ اپنی انفرادی اور قومی زندگی میں صرف اسلام کو اپنا دستور العمل بنائیں

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے بعض زرّیں ارشادات

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۴ر جولائی ۱۹۴۸ء کو ٹاؤن ہال کوئٹہ میں "پاکستان اور اس کے مستقبل" کے موضوع پر ایک بصیرت افروز تقریر فرمائی تھی۔ اس تقریر کا ایک ملخص افادۂ احباب کے لئے شائع کیا جاتا ہے:۔

فرمایا:۔

سب سے پہلے تو مَیں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ

کسی چیز کا حصول

ایک علیحدہ امر ہے اور اس چیز کے حاصل ہو جانے کے بعد اسے قائم رکھنا بالکل علیحدہ بات ہے۔ ایسے واقعات تو دُنیا میں کثرت کے ساتھ مل جائیں گے کہ کسی شخص کو کوئی چیز آپ ہی آپ مل گئی ہو مگر اس امر کی کوئی ایک مثال بھی نہیں مل سکتی کہ کوئی چیز آپ ہی آپ قائم رہی ہو۔ یہ تو ہو سکتا ہے کہ کوئی شخص کسی پر مہربان ہو کر اسے مکان دیدے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اسے کہیں سے روپوں کی تھیلی مل جائے یا اسے نوٹوں کا بنڈل کسی جگہ سے مل جائے۔ مگر یہ مثال دُنیا میں کہیں نظر نہیں آئے گی کہ کوئی شخص اپنے مکان کی مرمت کا خیال تک نہ کرے اور اس کی

صفائی کی طرف توجّہ

نہ کرے اور اتفاقی طور پر وہ مکان آپ ہی آپ صحیح اور درست حالت میں چلتا چلا جائے۔ یہ تو ممکن ہے کہ کسی کو اتفاقی طور پر روپوں کی کوئی تھیلی مل جائے۔ مگر یہ ممکن نہیں کہ اتفاقی طور پر وہ آپ ہی آپ خرچ ہوتی رہے اسی طرح زمین آپ ہی آپ مل سکتی ہے۔ جائداد آپ ہی آپ مل سکتی ہے مگر یہ ممکن نہیں کہ زمین یا جائداد بغیر ہماری توجہ کے آپ ہی آپ قائم رہے۔

یہی حال پاکستان کا ہے

پاکستان کا حصول اور پاکستان کے قیام کا سوال دونوں علیحدہ علیحدہ امر ہیں۔ مَیں سمجھتا ہوں وہ لوگ جنہوں نے پاکستان کے حصول کے لئے قربانیاں کی تھیں وہ بھی یہ نہیں سمجھ سکتے تھے کہ پاکستان اتنی جلدی اور ایسی صورت میں مل جائے گا۔ ہم اس امر سے انکار نہیں کر سکتے کہ ایک گروہ نے اس غرض کے لئے بڑی بھاری قربانیاں کی ہیں اور بہت بڑی مشکلات کا اسے سامنا کرنا پڑا ہے مگر ہم اس امر سے بھی انکار نہیں کر سکتے کہ جس رنگ میں پاکستان ملا ہے اس میں صرف انسانی کوششوں کا دخل نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے فضل کا بھی بہت بڑا حصہ ہے جس نے ان کوششوں کو پایۂ تکمیل تک پہنچا دیا۔

اب ہمارے سامنے یہ سوال ہے کہ

پاکستان کا مستقبل

کیسا ہو۔ اگر کسی کو کوئی اچھی عمارت مل جائے اور وہ اسے اپنی عدم توجہ سے بگاڑ دے تو دنیا اسے عزّت کی نگاہ سے نہیں دیکھ سکتی۔ بلکہ اگر اس عمارت کو وہ اسی حالت میں رہنے دے جس حالت میں وہ عمارت اسے ملی تھی تب بھی وہ تعریف کے قابل نہیں سمجھا جاتا۔ تعریف کے قابل وہ تب سمجھا جاتا ہے جب وہ اسے پہلے سے بہت اچھی حالت میں چھوڑ جائے۔ پس ہمیں اس سوال پر غور کرتے ہوئے کہ پاکستان کا مستقبل کس طرح اچھا بنایا جا سکتا ہے۔ یہ امر

یاد رکھنا چاہیئے

کہ اصل مقابلہ اسی وقت شروع ہوتا ہے جب کوئی چیز حاصل ہو جاتی ہے اگر کوئی شخص اپنے ذہن میں یہ سکیم بنائے کہ مَیں اس اس طرح تجارت کرونگا اور میرے پاس لاکھوں روپیہ جمع ہو جائے گا۔ تو محض شیخ چلّی جیسے خیالات پیدا ہونے کی وجہ سے ڈاکو اس کے گھر پر حملہ نہیں کر دیں گے۔ لیکن اگر وہ اپنی سکیموں میں کامیاب ہو جائے۔ تو اس کے بعد بے شک اسے خطرہ پیدا ہوگا کہ کہیں ڈاکو میرے گھر کو نہ لُوٹ لیں۔ پاکستان کا بھی جب تک قیام نہیں ہؤا تھا اس کی مخالفت کا صحیح طور پر جذبہ پاکستان کے مخالفوں کے دلوں میں پیدا نہیں ہؤا تھا۔ جس طرح کسی شخص کے گھر پر ڈاکہ ڈالنے کا خیال لوگوں کو نہیں آ سکتا جس نے ابھی تک اپنی کسی سکیم کو چلایا ہی نہ ہو۔ جب تک پاکستان قائم نہیں ہؤا تھا دشمن سمجھتا تھا کہ پاکستان کا خیال مجنونوں کی ایک بڑ ہے اور گو ایک حصہ مخالفت بھی کرتا تھا مگر بعض لوگ اس وجہ سے مخالفت نہیں کرتے تھے کہ جو چیز ابھی بنی ہی نہیں اس کی ہم مخالفت کیوں کریں یا کم سے کم وہ شدید مخالفت نہیں کرتے تھے لیکن

جب پاکستان وجود میں آگیا

تو جو اس کے مخالف تھے اور پاکستان کے قیام میں اپنی سکیموں کی تباہی دیکھ رہے تھے۔ ان کی مخالفت کا جذبہ بھڑک اٹھا اور انہوں نے سمجھا کہ اب ہمیں اس کو مٹانے کی پوری کوشش کرنی چاہیئے۔

لیکن جہاں ایک طرف ہم یہ دیکھتے ہیں کہ کسی چیز کے حصول کے بعد مخالفت بڑھ جاتی ہے وہاں دوسری طرف ہمیں یہ بھی نظر آتا ہے کہ جب کوئی چیز مل

جاتی ہے تو بسا اوقات اس چیز کو حاصل کرنے والے کے دل سے اس کی عظمت مٹ جاتی ہے اور وہ اس چیز کو کھو بیٹھتا ہے۔ چنانچہ دُنیا میں کثرت کے ساتھ ایسی مثالیں ملتی ہیں کہ بعض لوگوں نے بڑے بڑے کام کئے اور اپنے مقصد کے حصول کے لئے انہوں نے سر توڑ کوششیں کیں مگر جب مقصد حاصل ہو گیا تو مطمئن ہو کر بیٹھ گئے اور اس طرح وہ چیز جس کے حصول کے لئے انہوں نے سالہا سال قربانیاں کی تھیں اسے اپنی غفلت سے ضائع کر بیٹھے۔

آج سے تیس سال پہلے

جب بلقان کی ریاستوں اور ٹرکی کی آپس میں جنگ ہوئی تو بلقانی ریاستیں جیت گئیں اور ٹرکی شکست کھا گیا۔ مگر جب اسے شکست ہو گئی تو بلقانی ریاستوں میں مال بانٹنے پر آپس میں لڑائی شروع ہو گئی اور وہی لوگ جو پہلے متحد ہو کر ٹرکی کے مقابلہ میں صف آراء تھے آپس میں لڑنے لگ گئے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ انہیں کئی علاقے ٹرکی کو واپس کرنے پڑے۔ غرض دنیا میں ایسی بیسیوں مثالیں ملتی ہیں کہ جب تک جنگ جاری رہی لوگ قربانی کرتے رہے مگر جب کامیابی ہو گئی تو انہوں نے آپس میں لڑنا شروع کر دیا اور وہ اتحاد و یک جہتی سے رہنے کی بجائے متفرق ہو گئے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ جو چیز آ چکی تھی وہ بھی ان کے ہاتھوں سے جاتی رہی۔

اصل بات یہ ہے کہ جب تک خطرہ سامنے ہوتا ہے لوگوں کے دلوں میں بہت جوش ہوتا ہے۔ لیکن جب خطرہ آنکھوں سے اوجھل ہو جاتا ہے تو وہ مطمئن ہو جاتے ہیں۔ حالانکہ خطرہ بدستور موجود ہوتا ہے۔ بیمار کی حالت جب تک خراب ہوتی ہے تیماردار بھی اور ڈاکٹر بھی بڑی توجہ سے علاج کرتے رہتے ہیں لیکن بسا اوقات جب بیمار کی طبیعت سنبھالا لیتی ہے تو ڈاکٹر بھی سمجھ لیتے ہیں کہ اسے آرام آ رہا ہے اور تیماردار بھی اس خیال سے کہ اب تو اسے افاقہ ہے اِدھر اُدھر چلے جاتے ہیں۔ یا تھکے ہوئے ہوں تو لیٹ جاتے ہیں مگر اس دوران میں

مریض کی موت

واقع ہو جاتی ہے۔ یہی حال قوموں کا ہے جب وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو جاتی ہیں تو خطرات ان کی نگاہ سے اوجھل ہو جاتے ہیں اور وہ سُستی اور غفلت کا شکار ہو جاتی ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ دشمن ہوشیار ہو کر فائدہ اٹھا لیتا ہے۔

پاکستان کی حالت

بھی اس وقت ایسی ہی ہے۔ پاکستان نام ہے اس ملک کے ایک ٹکڑے کا جسے پہلے ہندوستان کہا جاتا تھا... جس ملک کا یہ ٹکڑا ہے وہ ملک زندہ ہے۔ اگر سارے ملک کا نام پاکستان ہوتا تو خطرہ کی کوئی صورت نہیں تھی مگر اب تین چوتھائی سے زیادہ حصہ زندہ موجود ہے اور ¼ کو کاٹ کر الگ کر دیا گیا ہے۔ پس پاکستان کے قیام سے خطرات دُور نہیں ہوئے بلکہ پہلے سے بڑھ گئے ہیں کیونکہ ہمارا ہمسایہ سمجھتا ہے کہ اسے پاکستان کے قیام سے سخت نقصان پہنچا ہے۔ اس سلسلہ میں

بعض لوگوں کا یہ خیال ہے

کہ مشرقی پنجاب میں مسلمانوں پر جو مظالم ہوئے تھے۔ انہوں نے مسلمانوں میں جذبۂ انتقام اتنا شدید طور پر پیدا کر دیا ہے کہ اب مسلمانوں کی طاقت پہلے سے کئی گنا بڑھ گئی ہے۔ درحقیقت دُنیا میں دو ہی چیزیں طاقت اور قوت کو بڑھاتی ہیں۔ جذبۂ محبت یا جذبۂ انتقام۔ مائیں جذبۂ محبت کی وجہ سے بعض دفعہ ایسے ایسے کام کر جاتی ہیں جو عام حالات میں بالکل ناممکن نظر آتے ہیں۔ اسی طرح جب کسی کو شدید صدمہ پہنچتا ہے تب بھی اس کے انتقام کا جذبہ تیز ہو جاتا ہے اسی وجہ سے محبت اور انتقام کے جذبہ کو جنون کہتے ہیں کیونکہ جنون کی حالت میں مجنون کی طاقتیں بہت بڑھ جاتی ہیں۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں

جب بدر کی جنگ ہوئی تو مسلمانوں کی طرف سے صرف تین سَو تیرہ آدمی اس جنگ میں شریک تھے اور وہ بھی بالکل بے سروسامان اور ناتجربہ کار۔ لیکن دشمن کا ایک ہزار سپاہی تھا اور وہ سارے کا سارا تجربہ کار آدمیوں پر مشتمل تھا۔ ابھی جنگ شروع نہیں ہوئی تھی کہ ابو جہل نے ایک عرب سردار کو بھجوایا اور اسے کہا کہ تم یہ اندازہ کر کے آؤ کہ مسلمانوں کی تعداد کتنی ہے۔ وہ واپس گیا تو اس نے کہا میرا اندازہ یہ ہے کہ مسلمان تین سَو اور تین سَو پچیس کے قریب ہیں ابو جہل اس پر بہت خوش ہوا اور کہنے لگا ہم نے تو میدان مار لیا۔ اس نے کہا اے میری قوم بے شک مسلمان تھوڑے ہیں لیکن

میرا مشورہ یہی ہے

کہ مسلمانوں سے لڑائی نہ کرو کیونکہ اے میری قوم مَیں نے اونٹوں پر آدمی نہیں بلکہ موتیں سوار دیکھی ہیں۔ یعنی مَیں نے جس شخص کو بھی دیکھا اس کا چہرہ بتا رہا تھا کہ آج یا مَیں نے مر جانا ہے یا مار دینا ہے اس کے سوا اَور کوئی جذبہ ان کے دلوں میں نہیں پایا جاتا۔ گویا اس جذبۂ انتقام نے مسلمانوں کو ایسی طاقت دیدی کہ ایک شدید ترین دشمنِ اسلام نے بھی ان کے چہروں سے پڑھ لیا کہ اب وہ اس میدان سے واپس نہیں لوٹیں گے سوائے اس کے کہ وہ کامیابی حاصل کر لیں یا اسی جگہ لڑتے ہوئے جان دیدیں۔ جب یہ جذبات کسی قوم میں پیدا ہو جاتے ہیں تو وہ اسے عام سطح سے بہت اونچا کر دیتے ہیں۔ لیکن مَیں سمجھتا ہوں کہ کچھ اَور باتیں بھی ہیں جن کو ہمیں نظر انداز نہیں کرنا چاہیئے اور وہ یہ کہ

انتقام کا جذبہ

صرف نقصان پر مبنی نہیں ہوتا بلکہ احساسِ نقصان پر مبنی ہوتا ہے۔ ایک شخص کے اگر دس روپے کوئی شخص چرا کر لے جائے اور اسے محسوس بھی نہ ہو تو اس کے اندر کوئی جذبۂ انتقام پیدا نہیں ہوگا۔ لیکن دوسرے شخص کا اگر صرف ایک روپیہ کوئی شخص چرا لیتا ہے اور اسے اس کی چوری کا احساس ہوتا ہے تو اس کے اندر یقیناً جذبۂ انتقام پیدا ہو جائے گا پس جذبات حقیقت پر مبنی نہیں ہوتے بلکہ احساسِ حقیقت پر مبنی ہوتے ہیں۔ اگر ہم کو شدید سے شدید نقصان بھی پہنچا ہے لیکن ہمیں اس نقصان کا احساس نہیں تو محض نقصان اس بات کی دلیل نہیں ہوگا کہ ہمارے اندر جذبۂ انتقام پیدا ہو گیا ہے۔ یہی حال محبت کا ہے وہ بھی احساس پر مبنی ہوتی ہے۔ ایک حبشی کو اپنا کالا کلوٹا بچہ ہی خوبصورت نظر آتا ہے حالانکہ دوسرے کی نگاہ میں وہ بدصورت ہوتا ہے۔ غرض انتقام کا جذبہ یا محبت کا جذبہ دونوں احساس پر مبنی ہوتے ہیں۔ جتنے احساسات تیز ہوں اتنا ہی یہ جذبہ بڑھا ہوا ہوتا ہے اور جتنے احساسات کم ہوں اتنا ہی اس جذبہ کا فقدان ہوتا ہے۔ پس ہمیں صرف اپنے نقصان

کا ہی نہیں بلکہ احساسِ نقصان کا بھی جائزہ لینا پڑے گا۔ اسیطرح ہمیں دوسرے فریق کے نقصان اور اس کے احساسِ نقصان کا بھی جائزہ لینا پڑے گا۔ اگر اس کے بغیر ہم کوئی فیصلہ کر لیتے ہیں تو درحقیقت وہ صحیح فیصلہ نہیں کہلا سکتا۔ دوسری چیز جو پاکستان کے مستقبل کے متعلق ہمیں ہمیشہ مدِنظر رکھنی چاہیئے وہ یہ ہے کہ پاکستان کا مستقبل محض اسلام کو اپنی عملی زندگی میں داخل کرنے کے ساتھ وابستہ ہے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم نے پاکستان کا مطالبہ اس بناء پر کیا تھا کہ ہماری تہذیب الگ ہے اور ہندو تہذیب الگ۔ جب مسلمانوں نے یہ مطالبہ کیا اس وقت پنڈت جواہر لال صاحب نہرو نے ایک مضمون لکھا تھا کہ بتاؤ تمہاری کونسی تہذیب ہے جو ہندوستانی تہذیب سے الگ ہے۔ ہم اس وقت کہہ سکتے تھے کہ یہ چیز عمل سے تعلق رکھتی ہے۔ عمل کا موقع آئے گا تو ہم تمہیں بتائیں گے کہ ہماری تہذیب کونسی ہے مگر اب جبکہ ہمیں اس تہذیب کو قائم کرنے کا موقع مل گیا ہے پنڈت نہرو اور ان کے ساتھی اگر ہم سے یہ سوال کریں کہ وہ کونسی تہذیب ہے جس کے لئے تم نے پاکستان مانگا تھا تو یقیناً وہ اپنے اس مطالبہ میں حق بجانب ہوں گے۔ یہ ظاہر ہے کہ جس تہذیب کے بچانے کا ہم دعوٰے کر رہے تھے وہ ایرانی نہیں تھی۔ نہ وہ پٹھانی۔ بلوچی۔ سندھی۔ پنجابی یا بنگالی تہذیب تھی۔ کیونکہ نہ ہم سارے ایرانی تھے نہ ہم سارے پٹھان تھے۔ نہ ہم سارے بلوچی تھے۔ نہ ہم سارے سندھی تھے۔ نہ ہم سارے پنجابی تھے اور نہ ہم سارے بنگالی تھے۔ پھر وہ کیا چیز تھی جس کے لئے ہم سب لڑ رہے تھے۔ یقیناً اسلام ہی ایک ایسی چیز ہے جو ہم سب میں مشترکہ طور پر پائی جاتی ہے۔ اور اسلامی تہذیب ہی ایک ایسی چیز ہے جس کے قیام کا ہم میں سے ہر شخص خواہشمند تھا۔ اسی تہذیب کے قیام کے لئے ہم نے پاکستان کا مطالبہ کیا تھا۔ اب جبکہ علیحدگی ہو چکی ہے سوال یہ ہے کہ کیا ہم نے وہ غرض پوری کر لی ہے جس کے لئے ہم نے علیحدگی طلب کی تھی۔ اگر ہم نے اس غرض کو پورا نہیں کیا تو دنیا ہمیں کہے گی کہ تم نے غلط دعوٰی کیا تھا درحقیقت تم الگ ذاتی حکومت چاہتے تھے مگر ناواقف لوگوں میں جوش پیدا کرنے کیلئے تم نے

اسلامی تہذیب

کے نام سے شور مچا دیا۔ مختصر لفظوں میں میں یوں سمجھتا ہوں کہ ہماری لڑائی اِس لئے نہیں تھی کہ ہم اپنے لئے گھر مانگتے تھے بلکہ ہماری لڑائی اس لئے تھی کہ اس ملک میں ہمارے آقا اور سردار حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا کوئی گھر نہیں تھا۔ ہم ایک زمین چاہتے تھے جسے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی زمین کہا جا سکے ہم ایک ملک چاہتے تھے جسے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ملک کہا جا سکے۔ ہم ایک حکومت چاہتے تھے جسے

محمد رسول اللہ ؐ کی حکومت

کہا جا سکے اور یہی اصل محرک پاکستان کے مطالبہ کا تھا۔ پس انفرادی اور قومی زندگی میں اسلام کو داخل کرنا ہمارا سب سے پہلا اور اہم فرض ہے۔ اگر ہم ایسا نہیں کرتے تو یقیناً ہم اپنے دعوٰے میں سچے نہیں سمجھے جا سکتے۔ مگر اسکے ساتھ ہی ہمیں یہ بات بھی کبھی نظر انداز نہیں کرنی چاہیئے کہ ہم نے ساری دنیا میں اسلام کو قائم کرنا ہے اور ساری دُنیا میں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جھنڈا بلند کرنا ہے۔ پس پاکستان اس منزل کے حصول کے لئے یقیناً ایک قدم تو ہے مگر بہر حال وہ ایک اینٹ ہے اس عمارت کی جو ہم نے ساری دُنیا میں قائم کرنی ہے اور ہمارا فرض ہے کہ ہم اس عظیم الشان مقصد کو ہمیشہ اپنے سامنے رکھیں اور اس کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے جس قدر بھی قربانیاں کر سکیں ان سے کبھی دریغ نہ کریں +

163

۱۴ چودہ اگست

(مکرم نسیم سیفی صاحب)

جذبۂ شوق کے اظہار کا دن ہے اے دوست
دین کی قوتِ بیدار کا دن ہے اے دوست
ملک و ملّت کے پنپنے کی جو تدبیریں ہیں
ان تدابیر کے شہکار کا دن ہے اے دوست

ہر بُری بات پہ اِک وار کا دن ہے اے دوست
آج آزادیٔ افکار کا دن ہے اے دوست

کٹتے کٹتے مرے پاؤں کی بھی زنجیر کٹی
چھٹتے چھٹتے ستم و جور کی بدلی بھی چھٹی
سحرِ افرنگ و ہنود اور بھی گھائل کرتا
مردِ مومن کی مگر خوبیٔ تقدیر ڈٹی

اُس کے احسان کے اقرار کا دن ہے اے دوست
آج آزادیٔ افکار کا دن ہے اے دوست

اب بھی بدلے نہ اگر بات تو کیا بات ہوئی
دن چڑھے پر بھی رہے رات تو کیا بات ہوئی
ہم نے اسلام کی خاطر یہ وطن مانگا تھا
اب جو اسلام کو ہو مات تو کیا بات ہوئی

ہمّت و حوصلۂ دار کا دن ہے اے دوست
آج آزادیٔ افکار کا دن ہے اے دوست

اپنے اسلاف کی دُنیا میں وفا زندہ ہے
کعبہ و مکّہ و یثرب کی فضا زندہ ہے
جاں نثارانِ رسولِ عربیؐ ہیں ہم لوگ
ہم تو زندہ ہیں اگر دینِ خدا زندہ ہے

خدمتِ دین کے اقرار کا دن ہے اے دوست
آج آزادیٔ افکار کا دن ہے اے دوست

میلی آنکھوں سے کوئی دیکھ کے دیکھے تو ذرا
اپنی ہر سانس نہ بن جائے گی پیغامِ دغا
خون کے کھیل سے کیا ہم کبھی گھبرائے ہیں
حملہ آور بھی کبھی ہم سے بھلا بچ کے گیا

عہد و پیمان کی گفتار کا دن ہے اے دوست
آج آزادیٔ افکار کا دن ہے اے دوست

یومِ آزادی
اور
اُس کے تقاضے

(شیخ خورشید احمد)

آج یومِ آزادی ہے۔ اکیس برس قبل آج ہی کے دن پاکستان قائم ہوا تھا اور اس طرح دنیا میں سب سے بڑی آزاد اسلامی مملکت معرضِ وجود میں آئی تھی۔ ہمیں فخر حاصل ہے کہ ہم اس مملکت کے مسلمان شہری ہیں۔

آج بجا طور پر یہ ہمارے لئے غیر معمولی طور پر خوشی اور مسرت کا دن ہے لیکن اسلامی نقطۂ نظر سے ہر خوشی اپنے ساتھ کچھ ذمہ داریاں بھی لاتی ہے۔ ان ذمہ داریوں کو ادا کرنے کے بعد ہی ہم حقیقی معنوں میں اس خوشی کو منانے کے مستحق ہوتے ہیں۔ اسلام نے جس طرح زندگی کے دیگر تمام شعبوں میں ہماری راہ نمائی کی ہے۔ اور مناسب ہدایات سے سرفراز فرمایا ہے۔ اور اس طرح ایک مسلمان شہری کی حیثیت سے ہم پر جو ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں ان کی بھی نشان دہی کی ہے اور بتایا ہے کہ ایک مسلمان شہری کے فرائض کیا ہیں۔ اور ان سے کس طرح عہدہ برآ ہوا جاسکتا ہے۔

آج یوم آزادی کی تقریب مناتے ہوئے بے شک ہمارا حق ہے کہ ہم خوشی اور مسرت کا اظہار کریں۔ لیکن خوشی کی اس تقریب پر ہمیں یہ بھی سوچنا اور غور کرنا چاہیئے کہ ایک آزاد اسلامی مملکت کے باوقار مسلم شہری ہونے کی حیثیت سے ہم پر کیا ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں اور آیا ہم ان ذمہ داریوں کو ادا بھی کر رہے ہیں یا نہیں۔

اگر ہم یوم آزادی کی تقریبات پرجوش تو خوب مناتے ہیں۔ لیکن اپنے فرائض سے غافل ہیں اور پاکستانی شہری ہونے کی حیثیت سے ہم پر جو ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں انہیں بجالانے میں تساہل برتتے ہیں۔ تو یقین جانئے کہ ہمارا خوشی منانا محض رسمی ہے۔ وہ ملک وملت کے کسی کام نہیں آسکتا۔

قرآن پاک اور احادیث نبویہ میں پوری وضاحت کے ساتھ مسلم شہری کے فرائض متعین کر دیئے گئے ہیں۔ اور وہ فرائض ایسے جامع پُرحکمت اور محکم بنیادوں پر استوار ہیں کہ حق تو یہ ہے کہ اگر آج ہم ان پر عمل پیرا ہوجائیں تو اسلامی نظام آپ ہی آپ قائم ہوسکتا ہے۔

مسلم شہری کے فرائض

ذیل میں ہم مختصر طور پر ایک اسلامی حکومت کے مسلم شہری کے وہ فرائض درج کرتے ہیں جو اسلام نے مقرر کئے ہیں۔ اور جنہیں قرآن پاک واحادیث نبویہ سے اخذ کرکے آج سے ۳۱ سال قبل سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اپنی معرکۃ الآرا تصنیف "احمدیت یعنی حقیقی اسلام" میں پیش فرمایا تھا۔ کاش آج یوم آزادی کی تاریخی تقریب پر ہم ان سب فرائض کو خلوص دل سے ادا کرنے کا عہد کرلیں۔ جو ایک آزاد اسلامی مملکت کے شہری ہونے کی حیثیت سے ہم پر عائد ہوتے ہیں اور اس طرح پاکستان میں صحیح معنوں میں اسلامی نظام کے زریں دور کے آغاز کی داغ بیل ڈال دیں۔ حضور تحریر فرماتے ہیں:۔

۱۔" ایک مسلمان شہری کا فرض اسلام نے یہ مقرر کیا ہے کہ ہر ایک آدمی محنت کرکے کھائے اور سست نہ بیٹھے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہترین رزق وہ ہے جو انسان اپنے ہاتھوں کی کمائی سے مہیا کرے۔

۲۔ ایک فرض مسلم شہری کا اسلام نے یہ مقرر کیا ہے کہ وہ سوال نہ کرے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اس امر کے متعلق خاص خیال طور پر خیال رکھتے تھے اور ہمیشہ سوال سے لوگوں کو منع کرتے رہتے تھے۔

۳۔ ایک مسلم شہری کا فرض یہ ہے کہ جو شخص اس کے سامنے آئے اسے السلام علیکم کہے جس کے معنی یہ ہیں کہ خدا تعالےٰ کی طرف سے تم پر سلامتی ہو۔ گویا ہر وقت تعلقات فی مابین کی درستی کی کوشش کرتا رہے

۴۔ اسی طرح مسلم شہریوں کے یہ فرائض مقرر کئے گئے ہیں کہ جو لوگ اپنے محلہ کے یا دوسرے واقفوں میں سے بیمار ہوں ان کی عیادت کے لئے جائیں اور ان کی تسلی اور تشفی کریں۔ گھر میں گھسیں تو پہلے اجازت لے لیں پہلے السلام علیکم کہیں۔ اگر گھر میں کوئی ہو اور جواب دے کہ اس وقت نہیں مل سکتے تو بلا ملال کے واپس چلے جائیں۔ اگر ان کے سامنے کوئی شخص کوئی ایسی بات کہہ دے۔ جو کسی دوسرے شخص کے خلاف ہو تو اس کو دبا دیں اور اس شخص تک نہ پہنچائیں جس کو کہی گئی ہے۔ ورنہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ یہ سمجھا جائے گا کہ وہ بات اسی نے کہی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ کہنے والے کی مثال تو ایسی تھی کہ اس نے تیر مارا اور لگا نہیں اور جس نے اس کو وہ پہنچا دی جس کے حق میں کہی گئی تھی اس کی مثال ایسی ہے جیسے اس نے تیر اٹھا کر اس شخص کے سینے میں چبھو دیا۔

۵۔ اسی طرح مسلم شہریوں کا یہ فرض ہے کہ جو شخص فوت ہوجائے اس کے جنازے کی تیاری میں مدد دیں اور قبر تک لے جائیں اور دفنائیں۔

۶۔ اسی طرح مسلم شہریوں کا فرض ہے کہ ایسی باتیں جو وقار کے خلاف ہوں اور لوگوں کو تکلیف دینے والی ہوں نہ کریں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے مسلمان بازاروں اور گلیوں میں وقار کے ساتھ چلتے ہیں۔ مسلم شہریوں کا یہ بھی فرض ہے کہ وہ راستوں یا لوگوں کے جمع ہونے کی جگہوں میں کوئی غلاظت نہ پھینکیں اور ان کو گندہ نہ کریں۔

۷۔ اسی طرح مسلم شہری کا یہ بھی فرض ہے کہ راستوں اور پبلک جگہوں کو صاف رکھنے کی کوشش کرے۔ اور جس قدر مدد ان کے صاف کرنے میں دے سکتا ہے دے۔ چنانچہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو شخص راستہ میں سے لوگوں کو ایذا دینے والی چیزیں ہٹاتا ہے اس پر خدا کا فضل نازل ہوتا ہے۔

۸۔ مسلم شہری کا ایک یہ بھی فرض ہے کہ اگر وہ چیزیں فروخت کرے۔ تو ضرر رساں چیزوں کو فروخت نہ کرے۔ مثلاً سڑی ہوئی یا موسم کے لحاظ سے بیماریاں پیدا کرنے والی چیزوں کو اس کا فرض ہے کہ وہ خود لوگوں کی صحت کا خیال رکھے اور ایسی چیزوں کو فروخت ہی نہ کرے۔

۹۔ مسلم شہری کا یہ بھی فرض ہے کہ وہ پبلک جگہوں پر بلند آواز سے لڑے اور جھگڑے نہیں اور لوگوں کے امن اور آرام میں خلل نہ ڈالے اور اس کا یہ بھی فرض ہے کہ ایسی جگہیں کہ جن کو لوگ استعمال کرتے ہیں ان کو گندہ نہ کرے۔

۱۰۔ ایک مسلم شہری کا یہ بھی فرض ہے کہ وہ لوگوں کو اچھی باتیں سکھاتا رہے اور بد باتوں سے روکتا رہے۔ مگر نرمی سے اور محبت سے سکھائے تا لوگ جوش میں آکر حق سے اور بھی دور نہ ہوجائیں اور مسلم شہری کا یہ بھی فرض ہے کہ وہ لوگوں کو علم سکھائے۔ اور جو کچھ اسے معلوم ہو اسے چھپائے نہیں بلکہ لوگوں تک اس کا فائدہ عام کرے۔

۱۱۔ مسلم شہری کا یہ بھی فرض ہے کہ وہ بہادر بنے لیکن ظالم نہ ہو۔ وہ نہ کمزوروں پر نہ عورتوں پر نہ بچوں پر نہ اور کسی پر ظلم کرے بلکہ وہ جانوروں تک پر ظلم نہ کرے۔ چنانچہ لکھا ہے کہ عبداللہ رضؓ جو حضرت عمر رضؓ خلیفہ ثانی کے لڑکے تھے۔ انہوں نے ایک دفعہ چند نوجوانوں کو دیکھا کہ زندہ جانوروں پر نشانہ پکا رہے ہیں۔ جب ان لوگوں نے آپ کو دیکھا تو بھاگ گئے۔ آپ نے فرمایا خدا ان پر ناراض ہوا جنہوں نے یہ کام کیا

۱۲۔ پھر مسلم شہری کا یہ بھی فرض ہے کہ وہ دوسرے لوگوں کی جانوں کو خطرے میں نہ ڈالے۔ چنانچہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس علاقہ میں کوئی وبائی بیماری ہو وہاں کے لوگ دوسرے شہروں میں نہ جائیں اور دوسرے لوگ اس علاقہ میں نہ آئیں۔

۱۳۔ مسلم شہری کا یہ بھی فرض ہے۔ کہ جس وقت وہ اپنے ہمسایہ کو مصیبت میں اور مشکل میں دیکھے اور اس کے پاس مال ہو تو وہ اپنے مال سے اسے بقدر ضرورت قرض دے اور اس وقت جبکہ وہ مصیبت میں مبتلا ہے اس سے یہ حساب نہ کرنے بیٹھے کہ تو مجھے اس کے بدلہ میں کیا دے گا۔ کیونکہ اس کے

(باقی صفحہ ۱۲ پر)

روزنامہ الفضل ربوہ مورخہ ۱۴ اگست ۱۹۶۸ء / ۱۴ ظہور ۱۳۴۷ ہش

پاکستان ــــ شاہراہ ترقی پر

پاکستان نے مختلف شعبوں میں جو شاندار ترقی کی ہے ذیل کے جائزے سے اس کا کسی قدر اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ (ادارہ)

زرعی ترقی

پاکستان میں زرعی پیداوار کی تاریخ میں جولائی ۱۹۶۷ء سے جون ۱۹۶۸ء تک کا مالی سال ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ زیر تبصرہ سال کے دوران زراعت میں حیرت انگیز ترقی ہوئی اور بیشتر مقررہ حدیں نہ صرف پوری ہو گئیں بلکہ متجاوز ہو گئیں۔

آج کل پاکستان کو زراعت کے شعبہ میں دنیا کے ترقی پذیر ممالک کے لئے ایک نمونہ کے طور پر پیش کیا جا رہا ہے توقع ہے کہ ہم مقررہ وقت سے بہت پہلے غذائی پیداوار میں خود کفیل ہو جائیں گے۔ اور انشاء اللہ ہم مستقبل قریب میں ہم اپنی فاضل پیداوار سے دیگر اقوام کی مدد کرنے کے قابل ہو جائیں گے

زرعی پیداوار کی بعض نمایاں خصوصیات

۶۵-۱۹۶۴ء کو ختم ہونے والے منصوبہ کے پہلے دو سالوں کے مقابلے میں ۶۸-۱۹۶۷ء کو ختم ہونے والے تیسرے منصوبہ کے پہلے تین سالوں کے دوران اضافہ کی سالانہ شرح میں گندم کی پیداوار میں ۷ء۳ فی صد سے ۲ء۱۱ فی صد کا، مکئی میں ۱ء۲ فی صد سے ۱۲ فیصد کا۔ کل پیداوار ۳ء۴ فی صد ۷ء۴ پٹ سن میں ۴ء۱ فی صد سے ۸ء۸ فی صد۔ کپاس میں ۳ء۰ فی صد سے ۴ء۵ فی صد اور تمباکو کی پیداوار میں ۲ء۲ فی صد سے ۴ء۱۷ فی صد کا اضافہ ہوا ہے۔

۵۰-۱۹۴۹ء کو بنیاد مان کر زرعی پیداوار کی کل مالیت ۹ء۱۴۶۶ کروڑ روپے تھی۔ اس میں ۶۸-۱۹۶۷ء میں ۵ء۲۲۱۰ کروڑ روپے کا اضافہ ہوا اس طرح اس میں ۶ء۵۰ فی صد اضافہ ظاہر ہوتا ہے۔

۶۸-۱۹۶۷ء کے دوران زرعی پیداوار نہ صرف مقررہ حد کے مطابق ہوئی بلکہ ملک میں پیداوار کے تمام سابق ریکارڈ سے متجاوز ہو گئی۔ ۶۷-۱۹۶۶ء میں گندم کی پیداوار ۴۱ لاکھ ٹن سے بڑھ کر ۶۸-۱۹۶۷ء میں ۶۲ لاکھ ٹن ہو گئی۔ اس پیداوار نے سبز انقلاب کی بنیاد رکھی۔ چاول کی پیداوار ۱۹۶۶ء میں ۱۳ لاکھ ٹن سے بڑھ کر ۱۹۶۷ء میں ۱۴ لاکھ ٹن ہو گئی۔ اس سال

کا اضافہ ہوا ہے۔ مکئی کی پیداوار ۸۱ء۵ سے بڑھ کر ۸۲ء۷ لاکھ ٹن ہوئی۔ اس میں ۴۰ء۶۳ فی صد کا اضافہ ہوا۔ پٹ سن کی پیداوار ۶۴ سے بڑھ کر ۶۸ء۵ لاکھ گانٹھیں ہو گئیں اس میں ۷ فی صد اضافہ ہوا۔ کپاس کی پیداوار ۲۵ء۵۸ سے بڑھ کر ۲۸ء۲۲ لاکھ گانٹھیں ہو گئیں۔ اس میں ۳ء۱۰ فی صد اضافہ ہوا۔ چائے کی پیداوار ۶ کروڑ ۳۰ لاکھ پونڈ سے بڑھ کر ۶ کروڑ ۵۰ لاکھ پونڈ ہو گئی۔ اس میں ۲ء۳ فی صد کا اضافہ ہوا۔

چاول کی پیداوار ۵۸-۱۹۵۷ء میں ۱ء۱۰ من سے بڑھ کر ۶۸-۱۹۶۷ء میں ۱ء۱۲ من ہو گئی۔ اسی مدت کے دوران گندم کی پیداوار ۴ء۸ من سے بڑھ کر ۱ء۱۱ من۔ مکئی کی پیداوار ۲ء۱۱ من سے بڑھ کر ۱ء۱۴ من۔ کپاس کی پیداوار ۳ء۲ من سے بڑھ کر ۳ء۳ من اور گنے کی پیداوار ۳ء۳۲۸ من فی ایکڑ سے بڑھ کر ۳ء۴۲۶ من فی ایکڑ ہو گئی۔

موجودہ کارکردگی کی حوصلہ افزائی کے لئے اگلے سال (۶۹-۱۹۶۸ء) کے دوران اہم فصلوں کے لئے زیادہ حدیں مقرر کی گئی ہیں۔ مغربی پاکستان کے لئے گندم کی پیداوار کے لئے ۶۳ لاکھ ٹن کی حد، چاول کے لئے ۲۱ لاکھ ٹن اور کپاس کے لئے ۳۱ لاکھ گانٹھوں کی حد مقرر کی گئی ہے۔ مشرقی پاکستان میں چاول کے لئے ۱۱۵ لاکھ ٹن اور پٹ سن کے لئے ۷۵ لاکھ گانٹھوں کی حد مقرر کی گئی ہے۔

ریڈیو پاکستان

جب گھڑیال نے ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو نصف شب کو اعلان کیا تو ریڈیو سے ایک انتہائی گرجدار آواز نے ایک نئی خود مختار مملکت کے قیام کا اعلان کیا اور قوم کو اس کی شاندار کامیابی پر مبارکباد دی۔ ریڈیو پاکستان کو جو اس وقت پاکستان براڈکاسٹنگ سروس کی حیثیت سے معرض وجود میں آیا اس کے پیامبر ہونے کا بے مثال شرف حاصل ہوا۔ ڈھاکہ لاہور اور پشاور میں اس کے تینوں اسٹیشنوں نے شکرانے اور مسرت و انبساط کے خصوصی پروگرام نشر کئے۔ لیکن ہمارے قومی ریڈیو کی آواز ان تینوں شہروں سے زیادہ دور نہیں پہنچی کیونکہ اس وقت ٹرانسمیٹر کمزور اور کم طاقت کے تھے۔

لیکن اپنے قیام کے دن ہی سے ریڈیو پاکستان عوام کا ایک ایسا ادارہ رہا ہے جس کی خدمات عوام کے لئے وقف ہے۔ آزادی کے بعد کے ان فیصلہ کن دنوں میں ریڈیو پاکستان نے عوام کے حوصلے بلند رکھے۔ ڈیڑھ ماہ کے اندر ریڈیو پاکستان نے ان لوگوں کی طرف سے موصول شدہ تیس ہزار پیغامات نشر کئے جو اپنے عزیز و اقارب کو کھو کر اور بے پناہ مصائب برداشت کر کے اپنے نئے وطن پاکستان پہنچے تھے۔ یہ عوام کے ساتھ ریڈیو پاکستان کی قربت کی ابتداء تھی۔

۱۹۵۸ء کے انقلاب کے بعد دس سال کے دوران ریڈیو پاکستان نے قومی سرگرمی کے تمام شعبوں میں بدلے ہوئے ماحول کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے اپنے پروگرام بنائے ہیں۔ اس کی توسیع نہ صرف اس لحاظ سے کی گئی ہے کہ ۱۹۵۸ء کے مقابلے میں اب اس کے پاس زیادہ طاقتور ٹرانسمیٹر اور زیادہ اسٹیشن ہیں بلکہ اس لحاظ سے بھی کہ نئے دور کی آمد سے پہلے کے مقابلے میں اس کی آواز لوگوں پر زیادہ اثر انداز ہوتی ہے۔

طبعی توسیع

یہ بات فنی شعبہ میں زبردست توسیع کی وجہ سے ہی ممکن ہوئی ہے۔ نشریات کی مجموعی طاقت جو ۱۹۵۸ء میں ۵ء۱۷۲ کلوواٹ تھی وہ اب بڑھ کر ۵ء۷۶۵ کلوواٹ ہو گئی ہے ۱۹۵۸ء میں ریڈیو پاکستان کے پاس سات مکمل اسٹیشن اور چٹاگانگ اور راج شاہی میں ریلے کرنے والے سٹیشن تھے۔ میڈیم اور شارٹ ویو دونوں پر ان کی ریڈیائی نشریات کی مجموعی طاقت ۵ء۱۷۲ اور ان کی نشریات مشکل سے مشرقی پاکستان اور مغربی پاکستان کے ۱۵ فی صد علاقہ میں پہنچتی تھی۔ گزشتہ دس سال کے دوران شعاعی طاقت زیادہ ٹرانسمیٹر کی تنصیب سے بڑھ گئی ہے راج شاہی اور چٹاگانگ کے ریلے کرنے والے اسٹیشنوں کو اب اصل اسٹیشن بنا دیا گیا ہے۔ ایک نیا مکمل اسٹیشن رنگ پور اور دوسرا ریلے کرنے والا اسٹیشن سلہٹ میں قائم کیا گیا ہے متعدد ٹرانسمیٹروں کی اس توسیع اور نئے اسٹیشنوں کے قیام کے نتیجہ میں مشرقی پاکستان میں کل رقبہ اور آبادی کے ۱۵ فی صد تک رسائی میں اضافہ ہو گیا ہے مغربی پاکستان میں آبادی کے ۶۲ فی صد اور علاقے کے ۲۵ فی صد تک اس میں اضافہ ہو گیا ہے

۱۹۵۸ء میں میڈیم ویو پر ٹرانسمشن کے اوقات ۲۴۵۴۷ اور شارٹ ویو پر ۲۴۹۶۸ تھے۔ ۱۹۶۸ء تک میڈیم ویو پر ٹرانسمیشن کے اوقات کی تعداد بڑھ کر ۵۰۰۸۲ اور شارٹ ویو پر ۴۲۹۳۶ ہو گئی ہے۔ دس سالہ عہد کے دوران ڈھاکہ۔ لاہور۔ راج شاہی۔ چٹاگانگ اور کوئٹہ میں نئے اسٹیشن قائم کئے گئے ہیں ۱۹۵۸ء میں ٹرانسمیشن کے جو مجموعی اوقات ۴۹۴۱۵ تھے وہ بڑھ کر ۱۹۶۸ء میں ۹۳۰۱۸ ہو گئے ہیں۔

مشرق و مغرب کے مابین رابطہ جس کا افتتاح وزیر اطلاعات و نشریات نے حال ہی میں کیا۔ قومی یک جہتی کی جانب ایک مثبت قدم ہے۔

گزشتہ دس سال کے دوران نشریات کی ترقی پر اکیس کروڑ اٹھارہ لاکھ تریپن ہزار دو سو نوے روپے خرچ کئے گئے۔ یہ رقم ۱۹۴۷ء سے ۱۹۵۸ء تک کے دوران سابقہ حکومتوں کی طرف سے خرچ کی جانے والی رقم کا تین گنا ہے۔

قومی تعمیر نو کے لئے لوگوں میں محنت اور جانفشانی سے کام کرنے کا جذبہ پیدا کرنے اور حب الوطنی کی روح پھونکنے کی غرض سے لوگوں کے ذہنوں کو سیاسی عدم رواداری کے جالوں علاقائی تعصب اور جنون سے نجات دلانے اور ان میں قومی بیدار مغزی پیدا کرنے کے پروگرام ترتیب دیئے گئے۔

مہاجرین کی آبادکاری

آج سے ۲۱ سال قبل پاکستان کو اپنے وجود میں آنے کے فوراً بعد ایک زبردست چیلنج کا مقابلہ کرنا پڑا جبکہ لاکھوں مہاجرین مرد عورتوں کو اپنی روزمرہ کی زندگی کے لوازمات اور گھر بار سے محروم کرکے مسلمانوں کے وسیع پیمانہ پر قتل عام کے بعد پاکستان میں دھکیل دیا گیا۔ لاکھوں کی تعداد میں مسلمانوں کے اس انخلاء سے اس نئی ریاست کی معیشت پر بہت دباؤ پڑا لیکن خدا تعالیٰ کے فضل وکرم اور عوام اور حکومت کی بھرپور کوششوں کی بدولت پاکستان نے اس چیلنج کا مؤثر طریقے پر مقابلہ کیا۔ موجودہ حکومت کے برسراقتدار آنے کے بعد گذشتہ دس سال کے دوران مہاجرین کی آبادکاری کے کام کو تیزی سے شروع کیا گیا تاکہ یہ مسئلہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے۔

۱۹۴۷ء میں تقریباً ایک کروڑ مہاجرین نے نہایت خستہ حالت میں پاکستان میں پناہ لی۔ چونکہ مہاجرین کی کثیر تعداد میں آمد اچانک تھی اسلئے آبادکاری کا کام ایسے مراحل میں کیا جا سکتا تھا جس کا دارومدار ایک تو مختصر مدت کے انتظام سے بے گھر لوگوں کی مصیبتوں میں کمی کرنے اور دوسرے لمبی مدت کے طریق کار کے ذریعے انہیں ملکی معیشت میں مفید شہریوں کا مقام دلانے پر تھا۔

بے گھر لوگوں کی آبادکاری کا کام تین واضح مرحلوں میں کیا گیا جو یہ ہیں۔ (۱) متروکہ جائیداد کی الاٹمنٹ کے ذریعے عارضی طور پر آبادکاری۔ (۲) بھارت میں چھوڑی ہوئی شہری یا دیہاتی املاک کے کلیموں کا اندراج اور (۳) مصدقہ کلیموں کے ذریعے متروکہ املاک کی منتقلی یا نقد معاوضہ کے ذریعے مستقل آبادکاری

عارضی آبادکاری

عارضی آبادکاری کے مرحلہ میں بے گھر لوگوں کو رہائش اور کچھ ذرائع معاش فراہم کئے گئے انہیں پاکستان میں غیر مسلموں کی چھوڑی ہوئی دکانیں اور مکانات الاٹ کئے گئے۔ جو لوگ ہندوستان کے دیہی علاقوں سے آئے تھے انہیں غیر مسلموں کی چھوڑی ہوئی زرعی زمینیں الاٹ کی گئیں۔ غیر مسلموں کے پاکستان سے چلے جانے جو اکثر تاجر پیشہ تھے معاشی تعطل کو ختم کرنے اور آبادکاری کی عام فلاح وبہبود کے پیش نظر تمام صنعتی ادارے فیکٹریاں۔ الیکٹرک سپلائی کمپنیاں۔ ہوٹلوں کے احاطے۔ سینما گھر اور اسی قسم کی دوسری املاک بھی افراد یا افراد کے گروہوں کو الاٹ کر دی گئیں۔

کلیموں کا اندراج

آبادی کا دوسرا مرحلہ (بے گھروں کے) کلیموں اندراج کے آرڈیننس مجریہ ۱۹۵۵ء کے نفاذ سے شروع ہوا جو بعد میں ۱۹۵۶ء کے ایکٹ نمبر ۳ میں تبدیل ہو گیا۔ جس کے تحت بے گھر لوگوں کو بھارت میں چھوڑی ہوئی غیر منقولہ جائیدادوں کے کلیم داخل کرنے کو کہا گیا تھا۔ شہری اور دیہاتی دونوں قسم کی جائدادوں کے کلیم کی تصدیق کا کام پانچ سال میں مکمل ہو گیا۔ شہری املاک کے تقریباً ۳،۵۰ لاکھ کلیموں اور زرعی زمین کے تقریباً ۲،۴۰ لاکھ کلیموں کی تصدیق کی گئی۔

مستقل آبادکاری

تیسرا مرحلہ تصدیق شدہ کلیموں کے اطمینان کرنے کے بعد بے گھر لوگوں کو جائدادوں کی منتقلی۔ دعویداروں کے درمیان اشتراک یا نقد معاوضہ کے ذریعے مستقل آبادکاری تھا۔ شہری کلیموں کے تصفیہ کے لئے بے گھر لوگوں کا (معاوضہ اور آبادکاری) ایکٹ میں نافذ کیا گیا۔ زرعی کلیموں کے تصفیہ کے لئے اسی سال بے گھر لوگوں کے (زمینوں کے تصفیہ) کا ایکٹ وضع کیا گیا۔ انہیں قوانین کے تحت مختلف اقسام کی متروکہ املاک کے تصفیہ کے کام میں باقاعدگی پیدا کرنے کے لئے کئی اسکیمیں جاری کی گئیں۔

اکتوبر ۱۹۵۸ء میں جب انقلابی حکومت برسراقتدار آئی تو اس نے بے گھر لوگوں کی آبادکاری کے کام کو دفاع کے بعد سب سے زیادہ اہمیت دی۔ اور اس کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے ٹھوس اقدامات کئے۔

شہری کلیم

شہری املاک کے دعویداروں سے متعلق جن واجبات کا تصفیہ مغربی پاکستان میں کر دیا گیا تھا انہیں متروکہ املاک کی منتقلی کی صورت میں قیمت وضع کرنے یا نقد معاوضہ کی ادائیگی کی صورت میں ۷۰ فی صدی کی حد تک ختم کر دیا ہے۔ چونکہ مشرقی پاکستان میں تصدیق شدہ کلیموں کے بارے منتقل ہونے والی متروکہ املاک نہیں ہیں اس لئے مشرقی پاکستان میں آباد ہونے والے شہری جائیدادوں کے دعویداروں کو صرف نقد معاوضہ ادا کیا گیا۔ ان دعویداروں کو ان کے تصدیق شدہ کلیموں نقد ادائیگی کی اسکیم کے تحت نقد صورت میں پوری پوری ادا کر دی گئی ہے۔

زرعی کلیم

طے شدہ اور غیر طے شدہ علاقوں سے دیہاتی زرعی زمینوں کے کلیم ۹۹ فیصدی سے زیادہ حد تک دعویداروں کو متروکہ زمینوں کی منتقلی کے ذریعے طے کئے جا چکے ہیں باقی ماندہ تصفیہ طلب کلیموں کا فیصلہ بھی جلد ہو جائے گا۔

جموں اور کشمیر کے مہاجرین

اکتوبر ۱۹۵۸ء میں جموں اور کشمیر کے ۱۷۶۱ مہاجرین مغربی پاکستان کے چھ سرحدی ضلعوں میں مفت راشن لے رہے تھے۔ انہیں نقد رقوم دی گئیں اور بارہ ایکڑ چاہی/آبی یا اٹھارہ ایکڑ بارانی زمین فی خاندان کی شرح پر زرعی زمینیں الاٹ کی گئیں۔ ۳۰ ستمبر ۱۹۵۱ء کو مفت راشن کی تقسیم ختم کر دی گئی۔ ان مہاجروں کو مغربی پاکستان کے چھ سرحدی ضلعوں یعنی راولپنڈی۔ کیمبلپور۔ جہلم۔ گجرات گوجرانوالہ اور سیالکوٹ میں زیادہ تر آباد کیا گیا۔ اکتوبر ۱۹۵۸ء سے اس وقت تک جموں اور کشمیر کے مہاجروں کو تقریباً ۱،۶۰،۸۰۳ ایکڑ زرعی زمینیں الاٹ کی گئیں۔ آبادکاری سے متعلق ان کے روزمرہ مسائل کی طرف توجہ دی جا رہی ہے اور جموں اور کشمیر کے مہاجرین کی بحالی کی تنظیم ان کی شکایتوں کو دور کرتی ہے۔

مشرقی پاکستان میں مہاجرین کی آبادکاری

قیام پاکستان سے اس وقت تک ۱۵ لاکھ نفوس پر مشتمل ۳ لاکھ ۷۰ ہزار مہاجر خاندان بھارت کے مختلف صوبوں سے مشرقی پاکستان میں داخل ہوئے۔ ۱۹۴۷ء سے اس وقت تک مہاجرین کی آبادکاری پر -/۱۳،۰۱،۴۷،۲۶۳ روپے صرف کئے جا چکے ہیں جس سے پہلے مرحلے میں آنیوالے ۸ لاکھ ۱۰ ہزار ۵۲۳ افراد اور دوسرے مرحلے میں آنے والے ۸ لاکھ ۱۰ ہزار ۵۲۳ افراد اور دوسرے مرحلے میں آنے والے ۳ لاکھ ۴ ہزار ۵۰ افراد کو آباد کیا گیا۔

سائنس کے ذریعے صنعت کی خدمت

پاکستان کی سائنسی وصنعتی تحقیق کی کونسل نے اب تک صنعتی طریقے دریافت کئے ہیں۔ ان میں سے ۷۷ طریقے تجارتی فائدہ اٹھانے کی غرض سے صنعتکاروں کو پٹہ پر دے گئے ہیں۔ اب تک ۳۰ پٹہ دار حتی الامکان جلد سے جلد صنعت قائم کرنے کے لئے ضروری انتظامات کر رہے ہیں اور توقع ہے کہ وہ بہت جلد سامان بنانا شروع کر دیں گے۔

۱۹۶۷-۶۸ء کے دوران مختلف صنعتکاروں نے ۱۲۵ مسائل تحقیقات کے لئے کونسل کے حوالے کئے تھے ان مسائل کی تحقیقات کرنے کے بعد ان کے حل متعلقہ صنعتکاروں کے حوالے کر دئے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ کونسل نے فنی امور میں بھی صنعتکاروں کی مدد کی ہے۔

کونسل کے سائنسدانوں نے جو تحقیق کی ہے اس کے نتیجہ میں ۱۹۶۷-۶۸ء کے دوران تقریباً ۱۲۴ تحقیقی رسالے شائع کئے گئے۔ اس مدت میں ۳۶ طریقوں کے لئے ساخت اور فروخت کے حق کو محفوظ کرنے درخواستیں بھی پیش کی گئی ہیں۔

پاکستان صنعتی وسائنسی تحقیق کی کونسل نے مختلف اسکیموں کے علاوہ آمد کے تیسرے منصوبہ میں ۹ کروڑ ۲۵ لاکھ روپے مخصوص کئے ہیں۔ مندرجہ ذیل منصوبوں پر تعمیراتی کام شروع ہو گیا ہے۔

165

قدرتی ادویہ کی تحقیق و ترقی کا ادارہ چٹاگانگ

اس منصوبہ کا مقصد مشرقی پاکستان کے مرطوب خطوں میں افراط سے فراہم ہونے والے ادویہ کے پودوں کا استعمال ہے۔ یہ اسکیم منظور کر لی گئی ہے۔ اس پر ۹۵ لاکھ ۲۰ ہزار روپے کے مصارف ہونگے ابتدائی کام مکمل کر لیا گیا ہے اور خاص عمارت کی تعمیر بھی شروع کر دی گئی

(۲) شمالی مشرقی علاقائی لیبارٹریاں راجشاہی

اس منصوبہ کا مقصد۔ تیل۔ چربی۔ موم۔ ریشے اور مصنوعی ریشم پر سائنسی اور صنعتی تحقیق کا کام کرنا ہے تاکہ ملک میں صنعتی ترقی کی رفتار کو تیز کیا جا سکے یہ اسکیم حکومت نے منظور کر لی ہے اس پر ۷۰ لاکھ روپے کے مصارف کا تخمینہ ہے رقوم کی فراہمی اور ۶۸-۱۹۶۷ء کی بابت ۱۸ لاکھ روپے کی بجٹ گرانٹ کے ساتھ راجشاہی میں ۱۰۰ ایکڑ اراضی حاصل کر لی گئی ہے اور تعمیر کا کام بھی شروع کر دیا گیا ہے۔

(۳) پاکستان اور سوئٹزرلینڈ کا تربیتی مرکز۔ کراچی

پاکستان اور سوئٹزرلینڈ کا مشینوں اور آلات کی بنیادی کا تربیتی مرکز کراچی جس پاکستان کی سائنسی و صنعتی تحقیقی کونسل اور سوئٹزرلینڈ فاؤنڈیشن برائے فنی امداد نے مشترکہ طور پر شروع کیا اپنے دو سال پورے کر چکا ہے اس کا مقصد اعلیٰ فنی آلات بنیادی اور مرمت کی فنیات میں پاکستانیوں کو تربیت دینا ہے۔ تربیتی نصاب تین سال کی مدت کا ہے۔ ۲۴ تربیت پانے والوں کا پہلا بیچ آئندہ سال مرکز سے تربیت حاصل کر کے نکلے گا۔

موسمیاتی سروسیں

پاکستان کا محکمہ موسمیات اب ایک عظیم سائنس تنظیم کی شکل اختیار کر چکا ہے تجزیہ کئے ہوئے چارٹوں سے موسم کے اندازوں کی تکنیک میں بہتر آلات کا اضافہ کر دیا گیا ہے۔

موسمیاتی سروسوں کو جدید بنانے اور توسیع کرنے کا کام زیادہ تر گزشتہ ترقی کے دس سالوں کے دوران کیا گیا۔ اس مدت میں موسمیاتی رصدگاہوں کی تعداد دوگنی کر دی گئی۔ اور پیشگوئی کے دفاتر کی تعداد بڑھا کر ۲۲ کر دی گئی۔ موسمیاتی سروسوں کی عمارتوں کی تعمیر کے اخراجات ۱۳ لاکھ روپے سے چھ گنا بڑھ کر ۷۷ لاکھ روپے ہو گئے۔ اس طرح سے اس تنظیم کے عملہ کی تعداد میں بھی اضافہ ہوا جو ۱۹۵۸ء میں ۱۷۰۰ تھی اور ۱۹۶۸ء میں بڑھ کر ۲۵۵۹ ہوئی۔ اس طرح سالانہ بجٹ میں مخصوص کی جانے والی رقم بھی گزشتہ دس سال کے دوران ۶۵ لاکھ روپے سے بڑھکر ایک کروڑ ۱۵ لاکھ روپے ہو گئی۔ ۱۹۶۰ء سے جون ۱۹۶۸ء تک ترقیاتی کاموں پر ایک کروڑ ۸۱ لاکھ روپے صرف کئے گئے اور ورکشاپ میں ۲۸ لاکھ روپے کی مالیت کی مشینری شامل کی گئی جس کی وجہ سے ہر سال ۵ لاکھ روپے کی بیرونی کرنسی کی بچت ہو رہی ہے۔ جدید بنانے اور توسیع کرنے کے نتیجہ میں موجود دس سالوں میں قریباً ایک ہزار افراد نے علم موسمیات اور طبیعات لازمی کی تربیت حاصل کی۔ ترقیاتی پروگراموں سے ہم آہنگ ہونے کے لئے بیرونی تربیت کی رفتار کو بھی تیز کیا گیا۔ جس کے نتیجہ میں بیرونی تربیت یافتہ افراد کی تعداد ۲۳ سے بڑھکر ۷۶ ہو گئی۔ ان سروسوں سے فائدہ اٹھانے والوں کی تعداد مسلسل بڑھ رہی ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ۶۸-۱۹۶۷ء کے دوران ۲۷ ہزار موسمی پیشگوئیاں اور خراب موسمی حالات سے خبردار کیا گیا۔

جدید آلات

آج کا پاکستان کا محکمہ موسمیات جدید سائنسی آلات سے پوری طرح آراستہ ہے جس کی بدولت اس کے لئے یہ ممکن ہو گیا ہے کہ وہ اپنے فائدہ اٹھانے والوں اور عوام کو تیزی سے اور صحیح طریقے پر مختلف قسم کی پیشگوئیاں کر سکے۔ ان نئے آلات میں سے ایک ریڈیو ونڈ سونڈے آپریٹر ہے۔ یہ آلہ ہر قسم کے موسم میں سطح سمندر سے ۱۵ میل کی بلندی تک درجہ حرارت رطوبت اور جھکڑ کو ریکارڈ کر لیتا ہے۔ ہمارے پاس اس وقت اس قسم کے ساز و سامان سے آراستہ اسٹیشن ہیں جب کہ ۱۹۵۸ء میں اس قسم کے صرف دو اسٹیشن تھے۔

ہمارے پاس کراچی میں ایک طوفان کی اطلاع دینے والا راڈار ہے ۔ ۔ ۔ ۔ اور ایک گشتی راڈار ہے۔ اس کے علاوہ چٹاگانگ میں طوفان کی اطلاع دینے والے راڈار کی تنصیب کا کام جاری ہے۔

ڈھاکہ میں ایک طوفان کی اطلاع دینے والا راڈار نصب کیا گیا تھا۔ بعد میں اسے ہٹا دیا گیا۔ کیونکہ جس مینار پر یہ نصب تھا وہ جیٹ رن وے میں توسیع کرنے کی وجہ سے حفاظتی فاصلے کی حد میں تھا۔ ڈھاکہ میں طوفان سے خبردار کرنے کے علاقائی مرکز میں عنقریب ایک راڈار نصب کر دیا جائے گا۔ سرگودھا اور کراچی میں ہوا کا سراغ لگانے والے ایسے راڈار نصب کرنے کا کام جاری ہے جو سطح سمندر سے بالائی فضا میں ایک لاکھ فٹ تک ہوا کا پتہ لگا لیتا ہے۔

ڈھاکہ چٹاگانگ اور سلہٹ میں ۱۹۵۸ء میں سفیرکس رصدگاہیں کھولی گئیں اور بعد میں لاہور اور کوئٹہ میں بھی کھول دی گئیں۔ اس طرح ان کی تعداد ۶ ہو گئی۔ یہ رصدگاہیں لاسلکی سمت نما سے لیس ہیں۔

آج موسمی سروسوں کے تجزیہ شدہ چارٹ فوراً حاصل کئے جا سکتے ہیں۔ یہ کام ایک الیکٹرانک مشین سے کیا جاتا ہے جو فیکس سیلی کہلاتی ہے۔ بیرونی ممالک سے تجزیہ شدہ چارٹوں کی باقاعدہ وصولی کا کام ۱۹۶۶ء میں شروع کیا گیا تھا۔ اور آج پانچ بڑے موسمیاتی دفتر۔ پاکستان ایئر فورس کے چار اسٹیشن اور نیول ہیڈکوارٹرز ان الیکٹرانک مشینوں پر تجزیہ شدہ چارٹ وصول کرتے ہیں۔

کراچی میں ہائیڈروجن بنانے کے لئے ہائیڈروجن فیکٹری نصب کی جا چکی ہے جو غباروں کے ذریعے جائزہ لینے کے لئے غباروں میں بھرنے کے کام آتی ہے۔ اس قسم کا پلانٹ ڈھاکہ میں لگانے کے لئے ساز و سامان آ گیا ہے۔

سرگودھا میں موسمی مواصلات کا ایک علاقائی مرکز قائم کیا گیا ہے تاکہ موسمیاتی اعداد و شمار جلد وصول ہوں اور انہیں جلد پھیلایا جا سکے۔

کراچی میں جانچنے اور پرکھنے کی ایک لیبارٹری کام کر رہی ہے جو درآمد کئے ہوئے یا مقامی طور تیار کئے ہوئے موسمیاتی آلات کے صحیح اور قابل بھروسہ ہونے کی ضمانت دیتی ہے۔

قدرتی آفات

بعض اوقات آندھی جھکڑ سیلاب اور قحط جیسی قدرتی آفات کی وجہ سے بھاری جانی و مالی کھڑی فصلوں اور مویشیوں کا نقصان ہوتا ہے۔ ان نقصانات سے بچنے کے لئے محکمہ موسمیات پاکستان کے مختلف یونٹ دونوں صوبوں میں دن رات کام کر رہے ہیں۔

مشرقی پاکستان میں عموماً ساحلی ضلعوں میں طوفان تباہی مچاتے ہیں۔ اس مسئلہ سے نمٹنے کے لئے مشرقی پاکستان کے ساحلی حصوں میں گزشتہ دس سال کے دوران ایک رہنما غبارہ تین زمینیں اور اجزاء وقتی رصدگاہیں قائم کی گئی ہیں۔ ڈھاکہ میں ایک اعلیٰ قوت کا موسمی جائزہ کا راڈار عنقریب نصب کر دیا جائے گا۔ کاکس بازار اور کھیپو پاڑا راڈار اس کی مدد کریں گے طوفان کے پیدا ہونے بڑھنے اور پہنچنے کی چوبیس گھنٹے نگرانی کا انتظام کیا گیا ہے۔ اور جہاں ضروری ہوتا ہے ۳۰۰ سے زیادہ افراد کو ۱۲ سے ۲۶ گھنٹے پہلے تک خبردار کر دیا جاتا ہے

مغربی پاکستان میں سیلابوں سے جان مال کھڑی فصلوں اور مویشیوں کو زبردست خطرہ لاحق رہتا ہے۔ اس لئے سیلاب کی پیشگوئی کا کام ۱۹۵۱ء میں شروع کیا گیا۔ ۱۹۵۷ء تک صرف راوی اور چناب کے لئے ہی سیلاب سے خبردار کیا جاتا رہا۔ آج مغربی پاکستان کے چار بڑے دریاؤں کے بارے میں ایک خصوصی سلکی مواصلاتی نظام کے ذریعے سیلاب سے خبردار کیا جاتا ہے۔

تجاویز برائے شوریٰ خدام الاحمدیہ

خدام الاحمدیہ کے سالانہ اجتماع کے موقع پر شوریٰ کا انعقاد ہوگا۔

مجالس مقامی۔ قائدین اضلاع۔ قائدین علاقہ سے التماس ہے کہ شوریٰ کے لئے تجاویز بھجوا کر شکریہ کا موقع دیں۔ دفتر مرکزیہ میں تجاویز پہنچنے کی آخری تاریخ ۱۰ ستمبر ۱۹۶۸ ہے۔

(معتمد خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ)

ہمدرد نسواں (حبوب بھی) مرض اٹھرا کا بےنظیر علاج دواخانہ خدمت خلق (رجسٹرڈ) ربوہ سے طلب کریں کامل کورس ۲۰ روپے

[redacted] بقیہ صفحہ ۶

یوم آزادی اور اسکے تقاضے

اخلاق وسیع اور اس کا حوصلہ بلند ہونا چاہیئے۔ اسے تکلیف اور دکھ کے اوقات میں لوگوں کا مددگار ہونا چاہیئے اور اپنے بھائیوں کی مدد اسے اپنا فرض سمجھنا چاہیئے۔ اسے محنت سے اپنی روزی کمانی چاہیئے۔ نہ کہ صرف روپیہ قرض دے کر اور لوگوں کو ان کی تکلیف کے وقت اپنے قبضہ میں لا کر یا اسراف کی عادت پیدا کرے۔

۱۴۔ مسلم شہری کا ایک یہ بھی فرض ہے کہ وہ قومی اور ملکی فرائض کے لئے قربانی کرنے کے لئے تیار رہے۔ اور اپنی ذمہ واری کی ادائیگی میں کوتاہی نہ کرے کیونکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ

مَنْ قُتِلَ دُوْنَ مَالِهٖ فَهُوَ شَهِيْدٌ

جو شخص اپنے مال کی حفاظت کے لئے مارا جاتا ہے۔ وہ خدا کے حضور میں مقبول ہے مگر قرآن کریم فرماتا ہے کہ تم لوگ کیوں لڑنے سے انکار کرتے ہو۔ حالانکہ تمہارے بھائی اور بہنیں دوسرے لوگوں کے ظلم کے نیچے دبے ہوئے ہیں۔

(احمدیت یعنی حقیقی اسلام صفحہ ۱۹۰ تا ۱۹۵)

اللہ تعالے سے دعا ہے کہ وہ ہمیں ان تمام فرائض کو ادا کرنے اور دوسروں کو ان کی تلقین کرنے کی توفیق عطا فرمائے تاکہ ہم ایک آزاد اسلامی مملکت کے شہری ہونے کے تقاضوں کو پورا کرنے والے بنیں۔ اور ان برکات کو حاصل کر سکیں جو آزادی حاصل کرنے اور پھر اسلامی احکام پر عمل کرنے کے نتیجہ میں اللہ تعالے کی طرف سے عطا ہوا کرتی ہیں۔

جامعہ نصرت برائے خواتین ربوہ

اعلان داخلہ

جامعہ نصرت میں گیارھویں کلاس (آرٹس) کا داخلہ ۲۰ اگست ۱۹۶۴ء سے شروع ہوگا۔ اور دس روز تک بغیر لیٹ فیس کے جاری رہے گا۔

درخواستیں مجوزہ فارم پر (جو کالج آفس سے مل سکتے ہیں) ۲۵ اگست تک میٹرک سرٹیفکیٹ اور پروویژنل سرٹیفکیٹس دفتر کالج میں پہنچ جانی چاہئیں۔

ہونہار اور مستحق طالبات کے لئے فیس معافی اور وظائف کی مراعات اعلیٰ تعلیم۔ شاندار نتائج اور پاکیزہ ماحول۔ کالج کے ساتھ ہوسٹل کا تسلی بخش انتظام موجود ہے۔

انٹرویو۔ ربوہ کی امیدوار طالبات کے لئے ۲۰۔ اگست تا ۲ ستمبر
بیرونی " " " ۲ تا ۴ ستمبر

(پرنسپل جامعہ نصرت ربوہ)

نصرت وائٹنگ پیڈ
جس پر
الیس اللہ بکاف عبدہ
چھپا ہوا ہے
ملنے کا پتہ
نصرت آرٹ پریس ربوہ

اسلام کی روز افزوں ترقی کا آئینہ
ماہنامہ تحریک جدید ربوہ
آپ خود بھی یہ ماہنامہ پڑھیں
اور غیر احمدی دوستوں کو پڑھائیں
سالانہ چندہ صرف ۲/- روپے
مینیجنگ ایڈیٹر

امانت فنڈ تحریک جدید
میں
روپیہ کیوں رکھا جائے

اس لئے کہ:۔
حضرت المصلح الموعودؓ کی جاری کردہ تحریک ہے
اس لئے کہ:۔
امام وقت کی آواز پر لبیک کہنا ہم سب کا فرض ہے
اس لئے کہ:۔
یہ ایک دائمی تحریک ہے
اس لئے کہ:۔
امانت تحریک جدید میں روپیہ رکھوانا فائدہ بخش بھی ہے اور خدمت دین بھی
مزید تفصیلات کیلئے افسر امانت تحریک جدید سے رجوع کریں۔

قابل اعتماد سروس
سرگودھا سے سیالکوٹ
عباسیہ ٹرانسپورٹ کمپنی لمیٹڈ
کی
آرام دہ بسوں میں سفر کریں
(مینیجر)

الفضل
میں اشتہار دیکر
اپنی تجارت کو فروغ دیں۔
(مینیجر)

وقت کی پابند یونائیٹڈ ٹرانسپورٹس عوام کی اپنی پسند

ٹائم ٹیبل	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷
سرگودھا تا لاہور	۳-۳۰	۴-۱۵	۵-۳۰	۶-۳۰	۷-۱۵	۸-۰۰	۸-۴۵	۹-۳۰	۱۰-۱۵	۱۱-۱۰	۱۱-۳۰	۱۲-۱۵ دوپہر	۱-۰۰	۲-۲۰	۳-۱۵	۴-۱۵	۵-۰۰
لاہور تا سرگودھا	۳-۰۰	۴-۳۰	۵-۳۰	۶-۳۰	۷-۴۰	۸-۱۰	۸-۳۰	۹-۲۰	۱۰-۲۰	۱۱-۰۰	۱۲-۳۰ دوپہر	۱-۰۰	۲-۱۰	۳-۲۰	۴-۱۰	۵-۱۰	۵-۳۰
سرگودھا تا گوجرانوالہ	۴-۱۵	۹-۱۵	۲-۰۰ بعد دوپہر														
گوجرانوالہ تا سرگودھا	۴-۱۵	۹-۳۰	۵-۴۵ سہ پہر														

ہمیشہ یونائیٹڈ ٹرانسپورٹس کی آرام دہ بسوں میں سفر کیجئے۔ آپکی خدمت کیلئے تجربہ کار خوش اخلاق سٹاف کی خدمات حاصل کی ہیں۔ (محمد علی ظفر رائے مینیجر)

احباب ہمیشہ اپنی قابل اعتماد سروس
پرنس
ٹرانسپورٹ کمپنی لمیٹڈ لاہور
کی آرام دہ بسوں میں سفر کریں
(مینیجر)

تریاق اٹھرا اٹھرا کے علاج کیلئے کورس پندرہ روپے نور نظر اولاد نرینہ کے لئے کورس ۲۵ روپے خورشید یونانی دواخانہ رجسٹرڈ ربوہ فون نمبر ۲۰

166

نور کاجل
ربوہ کا مشہور عالم تحفہ
آنکھوں کی خوبصورتی اور صحت کے لئے
بہترین سرمہ
خارش، پانی بہنا، بادہمی، ناخنہ، پھلی وغیرہ
امراض کا بہترین علاج۔ متعدد جڑی بوٹیوں کا
سیاہ رنگ جوہر ہے بچوں عورتوں، مردوں
سب کے لئے یکساں مفید ہے
قیمت فی شیشی سوا روپیہ
تیار کردہ خورشید یونانی دواخانہ رجسٹرڈ ربوہ فون ۳۸

سرمہ نور والوں کا
نورانی کاجل
آنکھوں کی خوبصورتی اور
صفائی کے لئے بہترین تحفہ
قیمت ایک روپیہ پچیس پیسے

قادیان کا مشہور عالم اور بے نظیر تحفہ
سرمہ نور رجسٹرڈ
اطباء ڈاکٹر رؤسا اور امراء اور بڑی بڑی ہستیوں
کو گریہ اور کالجوں کو مجسم اشتہار بنا رہا ہے۔ امراض چشم کے
لئے اکسیر ہو چکا ہے۔ فی تولہ ... ۲ روپے

طاقت کی دوائی
مایوس اور کمزور نوجوانوں کا
زندگی بخش علاج مکمل کورس تیس روپے

اکسیر اٹھرا
بچے ضائع ہو جاتے ہوں پیدا ہو کر مر جاتے ہوں
اس کا استعمال از حد مفید ہے مکمل کورس بیس روپے

ادویات ملنے کا پتہ شفاخانہ رفیق حیات رجسٹرڈ ٹرنک بازار سیالکوٹ

آنکھوں کا محافظ
سرمہ ممیرا خاص
یہ سرمہ کسی تعریف کا محتاج نہیں
ہر کس و ناکس اس کے استعمال سے بخوبی واقف ہے
مثلاً ککرے، کمزوری نظر، پانی بہنا، آنکھوں
کی سرخی جالا، دھندلا پن، پپوٹوں کی خارش وغیرہ
کے لئے بے حد مفید ہے۔ بڑی محنت سے تیار
کیا جاتا ہے۔
فی تولہ ۳/- روپے نصف تولہ ۱/۶۲ روپیہ اور
۳ ماشہ ایک روپیہ۔
تیار کردہ دواخانہ خدمت خلق رجسٹرڈ ربوہ

عطیہ جات برائے دار الامنة النصرة ربوہ

(قسط ۲)

۳۷۔ مکرم راجہ حفیظ احمد صاحب بذریعہ محترم
مکرم چوہدری ظہور احمد صاحب ناظر دیوان ... — ۲۰ روپے
۳۸۔ مکرمہ آمنہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم ڈاکٹر محمد الدین صاحب ... — ۵۰ ء
۳۹۔ مکرم محمد یوسف محمد صاحب بہاول نگر ... — ۱
۴۰۔ مکرم لطیف احمد صاحب ... — ۲ ء
۴۱۔ مکرم ڈاکٹر اقبال احمد خان صاحب منٹگمری ... — ۲۰ ء
۴۲۔ مکرم سید شریف احمد صاحب گجرات ... — ۲۴ ء
۴۳۔ مکرم نذیر احمد صاحب سیکرٹری مال منڈی بہاؤالدین ... — ۲ ء
۴۴۔ مکرم محمد خورشید صاحب ساہیوال ۲۵ — ۱۰۳ ء
۴۵۔ مکرم محمد امین صاحب اوکاڑہ ... — ۱ ء
۴۶۔ مکرم عبد الغنی صاحب راولپنڈی ... — ۳ ء
۴۷۔ مکرم غلام سرور صاحب چنگا بنگیال ضلع راولپنڈی ... — ۳ ء
۴۸۔ مکرم خواجہ محمد اقبال صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ
میرپور آزاد کشمیر ... — ۵۰ ء
۴۹۔ مکرم محمد جمیل خان صاحب محمود آباد فارم تھرپارکر ۵۰ — ۲۷ ء
۵۰۔ مکرم محمد یعقوب صاحب بھٹہ چنیوٹ ... — ۳ ء
۵۱۔ مکرم عبد الکریم صاحب ڈیرہ غازی خان ۲۵ — ۹ ء

(نگران دار الاقامة النصرة ربوہ)

درخواست ہائے دعا

۱۔ میرے ابا جان پر ایک کیس چل رہا ہے ان کی باعزت بریت کے لئے دعا کی درخواست ہے
(امۃ الحی طاہر۔ دار الرحمت شرقی (ب) ربوہ)

۲۔ خاکسار پچھلے دنوں معارضہ ٹائیفائیڈ بیمار رہا ہے اب بیماری تو ختم ہو گئی ہے لیکن
تاحال کمزوری بہت زیادہ ہے مکمل شفایابی کے لئے احباب سے دعا کی درخواست ہے
(عطاء اللہ منور۔ زرعی ترقیاتی کارپوریشن گڈو بیراج گھوٹکی ضلع سکھر)

۳۔ خاکسار کے بڑے بھائی اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لئے امریکہ روانہ ہو گئے ہیں۔ احباب
سے ان کی بخیریت پہنچنے اور حصول تعلیم کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ (خاکسار ملک عبد المنان
این کیپٹن ولد ملک عبد اللہ خان صاحب باب الابواب ربوہ)

۴۔ چھوٹی ہمشیرہ عرصہ دراز سے بیمار چلی آ رہی ہے ان دنوں طبیعت زیادہ خراب ہے احباب
سے اس کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا کی درخواست ہے۔
(سردار نور احمد صاحب شفیع کماس۔ ضلع لاہور)

۵۔ میرے نانا حضرت ڈاکٹر محمد عبد اللہ صاحب آف قلعہ صوبا سنگھ صحابی حضرت مسیح موعود
علیہ السلام نہایت بیمار اور دیگر عوارض سے بیمار ہیں ان کی شفایابی اور عمر دراز
کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ (فواد احمد۔ دار الرحمت وسطی ربوہ)

نورِ صحت
کمزوری کو دور کرنے کے لئے جوٹی کی طاقت کا خاص اکسیر ہے ۴۰ گولی - ۱۵ روپے
جڑی بوٹی علاج کے ساتھ مکمل کورس ۲۵ روپے آدھا کورس ۱۲/۵۰ روپے
احمدیہ دواخانہ متصل ٹی آئی پرائمری سکول - ربوہ

قرآنی حقائق بیان کرنے والا
ماہنامہ الفرقان ربوہ
تبلیغی و علمی مجلہ
جس میں قرآنی حقائق بیان کرنے کے
علاوہ عیسائی پادریوں اور دیگر مخالفین
اسلام کے جواب دیئے جاتے ہیں غیر
احمدی علماء کے اعتراضات کی تردید کی جاتی
ہے جس کے ایڈیٹر مکرم مولانا ابو العطاء صاحب
جالندھری ہیں۔ سالانہ چندہ صرف ۶ روپے
(مینجر الفرقان)

لائل پور
میں اپنی نوعیت کی واحد دکان جہاں سے
آپ کو ہر قسم کا صوفہ کلاتھ، پردہ کلاتھ،
سیٹ بستر۔ فرشی دریاں کھیس تولیے
جائے نماز، کھدر اور چین مل سکتے ہیں۔
وسیم ٹیکسٹائل ہاؤس
چوک گھنٹہ گھر امین پور بازار لائل پور

الفضل میں اشتہار دے کر
اپنی تجارت کو فروغ دیں

ضروری اطلاع
بیرون از کراچی یا کراچی کی احمدی فرمیں جو امپورٹ ایکسپورٹ کا کام کر رہے ہوں یا
صنعتی اداروں کے مالک ہوں۔ سے درخواست ہے کہ آپ اپنی درآمد اور برآمد کی کلیئرنگ
فارورڈنگ اور ایکسپورٹ امپورٹ کے کام کے لئے ہماری خدمات حاصل فرمادیں۔ اور
اس سلسلے میں ضروری معلومات کے لئے ہم سے رجوع فرمادیں۔
اسی طرح اگر کسی فرم کو کراچی سے مشینری ٹولز، ہارڈ ویئر۔ خام مال، ڈائیز، کلرز،
کیمیکلز، وغیرہ بارعایت خرید نے ہوں تو ہمیں لکھیں۔
(پاکستان ٹریڈنگ ایجنسی ۲۳۔ اورینٹل چیمبرز الطاف حسین روڈ
کراچی۔ فون نمبر ۲۱۲۰۸)

ضرورت کوالیفائڈ ڈسپنسر
ایک میڈیکل کمپنی دکان کے لئے ایک کوالیفائڈ ڈسپنسر کی فوری ضرورت ہے
کم از کم دو سال کا تجربہ ہو تنخواہ گورنمنٹ سکیل کے مطابق دی جائے گی سنگل
رہائش کا بھی انتظام کر دیا جائے گا۔ درخواستیں ۲۰ اگست تک مقامی امیر یا پریذیڈنٹ
کی تصدیق کے ہمراہ مندرجہ ذیل پتہ پر پہنچ جانی چاہئیں۔
(نذیر نعیم۔ پروپرائیٹر نعیم ڈرگ ہاؤس فون ۲۴۶۱ ریلوے روڈ بہاولپور)

گذشتہ ہفتہ کی اہم جماعتی خبریں

۹ ظہور تا ۱۳ ظہور ۱۳۴۷ ہش

(۱) کراچی سے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اس ہفتہ جو اطلاعات موصول ہوتی رہی ہیں ان سے معلوم ہوا ہے کہ حضور کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمد للہ۔

احباب حضور کی صحت و سلامتی کے لئے التزام کے ساتھ دعائیں جاری رکھیں۔

(۲) حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی راولپنڈی تشریف لے گئی ہوئی ہیں۔ وہاں پر ان کی ڈاک کا پتہ یہ ہے:-

"معرفت صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب B 1 بارلے سٹریٹ راولپنڈی"

(۳) مورخہ ۹ ظہور کو نماز جمعہ مقامی امیر محترم مولانا قاضی محمد نذیر صاحب فاضل لائلپوری نے پڑھائی۔

خطبہ جمعہ میں آپ نے سورہ الاعلیٰ کی آیات قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا کی تفسیر کرتے ہوئے بتایا کہ تزکیہ نفس کے لئے ضروری ہے کہ ہم مامورین اور ان کے خلفاء کی ہدایات پر عمل کریں۔ اور ذکر الٰہی اور پابندی نماز باجماعت کو اپنا شعار بنائیں۔ اس سلسلہ میں آپ نے نظام خلافت کی اہمیت بھی واضح فرمائی۔ اور بتایا کہ خلیفۂ وقت کی جاری کردہ تحریکیں ہی مومنوں کے لئے زندگی بخش ہوتی ہیں۔ اور کامیابی اور تزکیۂ نفس کا موجب بن سکتی ہیں اس لئے ہمارا فرض ہے کہ ہم حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کی جاری فرمودہ تحریکات پر لبیک کہیں۔ اور انہیں کامیاب بنانے کی ہر ممکن کوشش کریں۔ اس ضمن میں آپ نے تسبیح و تحمید درود شریف اور استغفار پڑھنے کے متعلق حضور کی تحریک پر عمل کرنے کی خاص طور پر تلقین کی۔

(۴) محترم مولانا ابو العطاء صاحب دو ہفتے کے لئے کوئٹہ تشریف لے گئے ہیں۔ دفتر وقف عارضی کی ڈاک "انچارج صاحب وقف عارضی ربوہ" کے پتہ سے بھیجی جایا کرے۔ کسی کا نام لکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس عرصہ میں ان کا ذاتی پتہ یہ ہوگا۔

"معرفت احمدیہ مسجد فاطمہ جناح روڈ کوئٹہ"

(۵) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے منظور فرمایا ہے کہ جملہ مجالس انصار اللہ اصلاح و ارشاد اور تربیت کا ایک ہفتہ منائیں۔ یہ ہفتہ ۶ تبوک (ستمبر) بروز جمعہ سے ۱۲ تبوک بروز جمعرات تک سات دن ہوگا۔ جملہ زعماء صاحبان سے درخواست ہے کہ وہ ابھی سے مقررہ مضامین کے بارے میں اپنی ابتدائی تیاری شروع کر دیں۔ قیادت اصلاح و ارشاد اور قیادت تربیت کی طرف سے ایک مشترکہ کتابچہ بھی شائع کیا جا رہا ہے۔ جس میں مقررہ عنوانوں پر مختصر نوٹ برائے مقررین درج ہوں گے۔ یہ کتابچہ ہر زعیم کے نام عنقریب بھجوا دیا جائے گا۔

مقررہ مضامین حسب ذیل ہیں:-

۱۔ زندہ خدا اور اس کی تجلیات ۔ ۲۔ مقام محمدیت

۳۔ خلافت سے وابستگی۔ ۴۔ ماتحتوں سے حسن سلوک

۵۔ عہد کی پابندی ۶۔ لین دین کی دیانتداری ۷۔ مہمان نوازی

ہر روز ایک مضمون پر تقریر کی جائے۔ تقریر لمبی نہ ہو مگر اچھی طرح تیار کی گئی ہو۔ (قائد اصلاح و ارشاد انصار اللہ)

کمیشن صدر انجمن احمدیہ کا امتحان

کمیشن صدر انجمن احمدیہ کا تحریری امتحان مورخہ ۲۵ ظہور ۱۳۴۷ ہش مطابق ۲۵ اگست ۱۹۶۸ء کو بروز اتوار صبح نو بجے مسجد مبارک ربوہ میں منعقد ہوگا۔ اور انٹرویو بھی اسی دن لیا جائے گا۔ جن امیدواروں نے صدر انجمن احمدیہ میں محرر کی آسامیوں کے لئے باضابطہ درخواستیں بھجوائی ہوئی ہیں۔ انہیں ساڑھے آٹھ بجے صبح مسجد مبارک میں پہنچ جانا چاہیئے۔

صدر انجمن احمدیہ کے ذمہ کسی امیدوار کا کرایہ یا کوئی اور خرچ نہیں ہوگا۔ نیز امیدواران کاغذ و قلم دوات اپنے ہمراہ لائیں۔ اگر کسی امیدوار نے اپنی درخواست کے ساتھ پہلے تعلیمی سرٹیفکیٹ اور مقامی جماعت کی تصدیق نہ بھجوائی ہو تو وہ اسے ساتھ لیتے آویں۔

(سیکرٹری کمیشن)

ملکی زبان میں سائنسی تعلیم کا انتظام کیا جاسکتا ہے

صدر ایوب کے سائنسی مشیر ڈاکٹر عبد السلام کا بیان

لاہور ۱۳ اگست۔ صدر پاکستان کے سائنسی مشیر پاکستان کے مشہور سائنسدان ڈاکٹر عبد السلام صاحب نے کراچی ریڈیو سے عالمی سائنسی نشریات کے پروگرام میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ ملکی زبانوں میں سائنسی تعلیم ممکن ہے۔ بہت سے ممالک اپنی ملکی زبان میں سائنسی تعلیم دے رہے ہیں۔ البتہ چونکہ انگریزی زبان میں سائنسی علوم کے متعلق الفاظ کا بہت بڑا ذخیرہ موجود ہے۔ اس لئے ابھی یہ ممکن نہیں کہ انگریزی زبان کو بالکل ترک کر دیا جائے۔ جن ممالک میں ملکی زبان میں سائنسی تعلیم دی جاتی ہے ان میں بھی سائنسی اصطلاحات انگریزی زبان کی ہی مستعمل ہوتی ہیں۔ یہی طریق اردو میں بھی اختیار کیا جا سکتا ہے۔ آپ نے کہا پاکستان میں زراعت کی ترقی کے لئے بہترین بیج استعمال کرنا چاہیئے۔ یہ خوشی کی بات ہے کہ پاکستان میں اس سلسلہ میں جو تجربے کئے گئے ہیں ان کے نتائج بہت خوشکن نکلے ہیں۔

ضروری اعلان

ماہنامہ انصار اللہ بابت ماہ ظہور ۱۳۴۷ ہجری شمسی مطابق اگست ۱۹۶۸ء ۱۲ تاریخ کی ڈاک سے تمام خریدار احباب کی خدمت میں روانہ کیا جا چکا ہے۔ جن احباب کو چندہ ختم ہونے کی اطلاع بھجوائی گئی تھی ان کے نام اسی ماہ کی پندرہ تاریخ کو وی پی روانہ ہو رہے ہیں۔ احباب اپنے وی پی وصول فرما کر ممنون فرمادیں۔ اطلاعاً تحریر خدمت ہے۔

اس شمارہ میں مکرم چوہدری خالد سیف اللہ خان صاحب مکرم مولوی غلام باری صاحب سیف اور بعض دیگر احباب کے بلند پایہ مضامین شائع ہوئے ہیں۔ جو احباب ابھی تک ماہنامہ انصار اللہ کے خریدار نہیں ہیں۔ ان کی خدمت میں گزارش ہے کہ وہ خریداری قبول فرمائیں۔

(قائد عمومی مجلس انصار اللہ مرکزیہ)

درخواستِ دعا

خاکسار کا نسبتی بھائی عزیزم نصر اللہ خان ابن مولوی عبد الرحمٰن صاحب بشر۔ ڈیرہ غازی خان چند دنوں سے شدید بیمار ہے اور ہسپتال میں زیر علاج ہے بزرگان سلسلہ اور احباب جماعت کی خدمت میں اس کی کامل شفایابی کے لئے دعا کی درخواست ہے

محمد عثمان شاہ۔ کارکن دفتر صدر صدر انجمن احمدیہ ربوہ